محرم الحرام 1439ھ
بمطابق
اکتوبر 2017ء

درس قرآن
نماز کی فضیلت
استاذ العلماء، پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری

خلیفۂ رسول امیر المومنین
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
استاذ العلماء، پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری

درس حدیث
شہادت سید الشہداء ابن بنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مولانا محمد سیف علی سیالوی

مجاہد اعظم
حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ العزیز
مولانا محمد معین الدین سیالوی

شرح سلام رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

اداریہ
دی نیشن اخبار کی پاکستان میں انتشار پھیلانے کی کوشش....

فقہ حنفی کی خصوصیات
مولانا محمد نواز قادری اشرفی

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ

لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمْ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمْ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا

وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمْ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ واَصحٰبہٖ وبارک وسلّم

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک وعلیٰ الک واصحابک سیدی یارسول اللہ

ماہنامہ اہلسنت INTERNATIONAL گجرات پاکستان

محرم الحرام 1439ھ بمطابق اکتوبر 2017ء

تحفظ مقامِ مصطفیٰ کا نقیب

اور نفاذِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار

بفیضان نظر

شیخ المشائخ حضور خواجہ پیر محمد سید اسلم قادری رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست اعلیٰ

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی

حسبِ ترتیب

قیمت فی شمارہ	زرسالانہ	U.K	U.S.A
30 روپے	360 روپے	20 پاؤنڈ سالانہ	40 ڈالر سالانہ

عرب امارات

100 درہم سالانہ

پبلشر محمد مسعود قادری پرنٹر سلیمان تیمور مقام اشاعت الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد مرکزی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "اہلسنت" الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد مرکزی گجرات

حمد و نعت

میں تو جب ڈوبنے جاؤں، وہ بچانے آئے
بھول کر بھی جو گروں، مجھ کو اٹھانے آئے

جب بھی حالات کٹھن سخت زمانے آئے
اس کو سوچا تو سکوں خواب سہانے آئے

چھوڑ دیتا ہے کبھی اور تڑپ کی خاطر
دل سلگ اٹھے تو رحمت کو بہانے آئے

اپنی تخلیق بگڑنے نہیں دیتا ، ہر دم
حسنِ تازہ میں نئے رنگ بسانے آئے

میں کسی اور چلا ساتھ رہا ہے میرے
راہ بھولوں تو مجھے راہ دکھانے آئے

رات بھر ہوتے رہے درد کے خلعت تقسیم
کون جاگا ہے، کسے ہاتھ خزانے آئے

اُس کی دہلیز سے قائم رہی نسبت، کعبیؔ
جب بھی اُٹھے سرِ تسلیم جھکانے آئے

(جلّ جلالہٗ)

کرتا ہے دل یہ تجھ سے مناجات یا نبی
مجھ پر کرم کی تیرے ہو برسات یا نبی

دنیا کی مشکلوں سے پریشاں نہ ہو کبھی
پیشِ نظر ہے جس کے، تری ذات یا نبی

چشمِ کرم سے اس کو ہے سلطاں بنا دیا
جس پر ہوئی ہیں تیری عنایات یا نبی

کر لیجیے شمار اِنھی میں مرا، حضور
کرتے ہیں جو ثنا تری دن رات یا نبی

دل میں تری ثنا ہو لبوں پر درود ہو
اسوہ ترا ہو شمعِ خیالات یا نبی

سورج کو تو نے پلٹا تو مہتاب کو دو لخت
تسلیم تیرے وصف و کمالات یا نبی

کعبیؔ کی میرے آقا یہی آرزو ہے بس
ہو جائے تجھ سے ایک ملاقات یا نبی

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پروفیسر منیر الحق کعبی

اداریہ

دی نیشن اخبار کی پاکستان میں انتشار پھیلانے کی کوشش

امن پسند جماعت کو انتہاء پسند لکھنا سخت بددیانتی ہے۔ ادارہ قوم سے معافی مانگے۔۔۔۔!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دنیا بھر میں پاکستانی اس شرمناک حرکت پر ادارہ دی نیشن سے سخت احتجاج کرتے ہوئے معافی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ ہیڈلائن پاکستان میں انتشار پھیلانے کیلئے ملک دشمن اور اسلام دشمن لابی کا ایجنڈا ہے۔ تحریک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتہاء پسند کہنا اور کالعدم جماعت جس نے نام بدل کر الیکشن میں حصہ لیا اس کو۔ میڈیا میں ایک پروگریسو جماعت کے طور پر متعارف کروانا اسلام کے نام پر حاصل کیئے گئے اس ملک پاکستان کی بنیادی اساس کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ تمام محب وطن پاکستانی اور مسلمان اس شر پسند بیانیے کی سخت مذمت کرتے ہیں۔ ادارہ دی نیشن کے ایڈیٹر نیوز نے جان بوجھ کر سخت بددیانتی کا مظاہرہ کیا۔ وہ اس بددیانتی اور شر پسندی پر پاکستانی قوم اور TLY سے معافی مانگیں اور جب تک اخبار معافی نہیں مانگ لیتی اسوقت تک اس اخبار کی ملک بھر میں ترسیل کو امن پسند لوگ عوام تک پہنچنے سے روکیں۔

نماز کی فضیلت

استاذ العلماء، پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔"(۱)

ایمان اور تصحیح عقائد کے بعد نماز دین اسلام میں مؤکد ترین فرض اور اہم ترین عبادت ہے۔ قرآن مجید میں نماز کا ذکر سینکڑوں مقامات پر کیا گیا ہے۔ جبکہ اتنی کثرت کے ساتھ کسی اور عبادت کا ذکر نہیں کیا گیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز نہایت ضروری اور مفید عبادت ہے۔ نماز کی فرضیت کے بارے میں سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۳ میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔"

"بیشک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے۔"

اس آیت مبارکہ سے جس طرح نماز کی فرضیت ثابت ہے اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ کسی نماز کو وقت سے ہٹ کر پڑھنا بھی خلاف قرآن ہے البتہ ۹ ذوالحج کو میدان عرفات میں عصر کی نماز باجماعت ظہر کے وقت میں اور ۱۰ ذوالحج رات کو مقام مزدلفہ میں مغرب کی نماز، عشاء کے وقت میں پڑھنا احادیث متواترہ کی بنیاد پر اس حکم شرعی میں شامل نہیں۔ کچھ لوگ سفر اور موسم خراب ہونے کی صورت میں ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر اور مغرب کے وقت میں مغرب اور عشاء جمع کرتے ہیں یہ بھی اس حکم قرآن کے خلاف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر کو آخر وقت میں اور عصر کو ابتدائی وقت میں پڑھا ہے اور اسی طرح مغرب کو آخر وقت میں اور عشاء کو ابتدائی وقت میں پڑھا ہے یہ جمع صوری ہے لیکن حقیقت میں ہر نماز کو اس کے وقت کے اندر ہی ادا فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کوئی نماز وقت سے ہٹ کر پڑھی ہو مگر یہ کہ آپ نے مزدلفہ میں دو نمازیں جمع فرمائیں۔"(۲)

نماز کا مقام و مرتبہ وفضائل وفوائد:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا:

"بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔"

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج (عمر میں ایک بار) کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"(۳)

۱: "نساء": ۱۰۳۔

۲: "صحیح بخاری" کتاب الحج، باب من یصلی الفجر بجمع، حدیث: ۱۶۸۲۔

۳: "صحیح مسلم" باب بیان ارکان الاسلام۔

حضرت معاذ ابن جبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا:

''حضور! مجھے ایسے عمل کی تعلیم فرما دیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے نجات دلائے۔

تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''تو صرف اللہ کی عبادت کر، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوۃ ادا کر، رمضان المبارک کے روزے رکھ اور بیت اللہ شریف کا حج کر۔'' (۴)

ایک اور حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے نماز کو جنت کی چابی قرار دیا ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اَلصَّلٰوۃُ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ۔''

''نماز جنت کی چابی ہے۔'' (۵)

نماز ہی وہ عمل ہے جس کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

سب سے پہلے قیامت کے دن بندہ سے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر یہ درست ہوئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک رہیں گے اور اگر نماز کے حساب میں خرابی ہوئی تو سب حساب میں خرابی ہو جائے گی۔ (۶)

نماز افضل العبادات ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا:

''اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللہِ؟''

''یارسول اللہ کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟''

تو فرمایا:

''اَلصَّلٰوۃُ لِوَقْتِهَا۔''

''نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔''

عرض کیا:

''پھر کونسا عمل؟''

فرمایا:

''بِرُّ الْوَالِدَیْنِ۔''

''ماں باپ سے حسن سلوک کرنا۔''

عرض کیا:

''پھر کونسا عمل؟''

فرمایا:

''اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ۔''

''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔'' (۷)

نماز اس لئے بھی جامع العبادات اور افضل العبادات ہے کہ نماز ہر قسم کے اذکار مثلاً تکبیر ثناء تعوذ تسمیہ حمد باری تعالیٰ تلاوت قرآن پاک تسبیح تحیات صلوٰۃ وسلام دعا اور تحفہ سلام پر مشتمل ہے۔ نیز نماز ملائکہ کی عبادات کی تمام صورتوں پر بھی مشتمل ہے اس لئے کہ بعض فرشتے کھڑے ہو کر بعض سجدہ میں بعض رکوع میں بعض بیٹھ کر عبادات انجام دیتے ہیں۔ (۸)

نماز اس لئے بھی افضل و جامع العبادات ہے کہ قلبی بدنی لسانی اور مالی ہر قسم کی عبادتوں پر مشتمل ہے۔ اور اس لئے بھی کہ بعض نبی صرف فجر کی نماز ادا فرماتے تھے۔ بعض صرف ظہر کی بعض صرف عصر کی بعض صرف مغرب کی اور بعض صرف عشاء کی تو اسلام کی پانچ نمازیں سابقہ انبیاء کرام کی نمازوں کا مجموعہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بتاؤ! تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر میل رہ جائے گی؟''

۴: ''جامع ترمذی'' ابواب الایمان، باب ماجاء فی حرمۃ الصلوۃ۔
۵: ''مسند احمد بن حنبل'' مسند جابر بن عبداللہ، حدیث: ۱۴۶۶۸۔
۶: ''المعجم الاوسط'' باب الف، حدیث: ۱۸۵۹۔
۷: ''صحیح بخاری'' باب الصلوات الخمس کفارۃ۔
۸: ''مترجم احیاء العلوم'' جلد: ۱، صفحہ: ۳۳۳۔

عرض کی:

"نہیں"۔

تو فرمایا:

"یہ پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب خطاؤں کو معاف فرمادیتا ہے۔"(۹)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردیوں میں باہر تشریف لے گئے (میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا) یہ موسم خزاں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ٹہنیاں پکڑ لیں اس سے پتے گرنے لگے تو فرمایا:

"اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ"۔

"مسلمان بندہ اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے، تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے۔"(۱۰)

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اگر بندہ وقت پر نماز قائم رکھے تو میرا ذمہ کرم ہے کہ اسے عذاب نہ دوں گا اور بے حساب جنت میں داخل کروں گا۔"(۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو بندہ نماز پڑھ کر اسی جگہ جب تک بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اس وقت تک کہ بے وضو ہو جائے یا اُٹھ کھڑا ہو اور ملائکہ کا استغفار اس کے لئے یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَاغْفِرْهُ وَتُبْ عَلَيْهِ"۔

"اے اللہ! اس بندے پر رحم فرما اسے بخش دے اور اس کی توبہ قبول فرمالے۔"(۱۲)

نماز کے جسمانی و دنیاوی فائدے:

نماز کی برکت سے دنیا میں بھی اللہ کی رحمت شامل حال ہو جاتی ہے اور مشکلیں کشا ہوتی ہیں چنانچہ قرآن پاک سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۵۳ میں فرمایا:

"وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ"۔

"اور تم صبر اور نماز کے ذریعے خدا کی مدد حاصل کرو۔"

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی کوئی مشکل درپیش آتی تو آپ:

"فَزَعَ اِلَى الصَّلٰوةِ"۔

"جلدی سے نماز شروع فرمادیتے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گرہن پر صلوۃ کسوف اور چاند گرہن پر صلوۃ خسوف قحط کے وقت صلوۃ استسقاء اور جہاد کے وقت نماز کے ذریعے خدا کی مدد حاصل کرنے کی تعلیم دی۔ نماز کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ نماز باجماعت سے مسلمانوں کی تنظیم قائم ہو جاتی ہے۔ وہ نماز میں اکٹھے ہو کر اپنے اجتماعی مسائل پر غور کر سکتے ہیں۔ نمازوں میں بار بار ملاقاتوں سے اخوت و محبت قائم ہوتی ہے۔ نمازی کی غفلت نماز سے دور ہوتی ہے جان و جسم کو نماز روزہ سے چین ملتا ہے نماز سے نظام الاوقات بنتا ہے اور چوں کہ نماز کیلئے طہارت شرط ہے بالخصوص مسواک، ناک میں پانی چڑھانا اور آنکھوں کو دھونا وضو میں شامل ہے۔ مسواک کی برکت سے درجنوں بیماریوں سے شفا ملتی ہے اور طہارت بدن ولباس سے نمازی اُن بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے جو کہ گندگی سے پیدا ہوتی ہیں۔

نماز کی اہمیت وفرضیت:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت زیادہ بوجھل ہوگئی اور

۹: "صحیح مسلم" باب المشی الی الصلوۃ۔

۱۰: "مسند احمد بن حنبل" حدیث نمبر: ۲۱۶۱۲۔

۱۱: "کنز العمال" کتاب الصلوۃ، حدیث: ۲۹۰۳۲۔

۱۲: "مسند ابو داؤد الطیالسی" الحدیث: ۲۴۱۵۔

حضرت بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"مُرُوْا اَبَابَکْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ۔"

"ابو بکر کو حکم پہنچاؤ کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"

اُم المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں:

"جب حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نماز پڑھانے لگے تو آپ ﷺ نے بیماری میں تخفیف محسوس فرمائی:

"فَقَامَ یُهَادِیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ، وَرِجْلَاهُ یَخُطَّانِ فِی الْاَرْضِ۔"

پھر آپ کھڑے ہوگئے اور دو مردوں (حضرت عباس اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کے درمیان سہارے سے چلنے لگے اور آپ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے حتی کہ آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے...... پس رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بائیں جانب بیٹھ گئے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے۔(۱۳)

مرض الوصال میں رسول اللہ ﷺ کے دو آدمیوں کے درمیان اُن کا سہارا لے کر اور پاؤں مبارک گھسیٹ کر نماز کے لئے مسجد میں جانے سے نماز کی فرضیت و اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالی نماز میں کوتاہی کرنے والوں کو ہدایت فرمائے۔

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

"نماز دین میں اسی طرح ضروری ہے جسطرح کہ بدن میں سر ضروری ہے آپ نے مختلف صوبوں کے گورنروں کو جو احکام جاری کیے تھے اُن میں ایک فرمان یہ بھی لکھا تھا تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے اس کی حفاظت کرو۔ اور فرمایا جو نماز کو ضائع کرتا ہے وہ دیگر امور دین کو بدرجہ اولی ضائع کرسکتا ہے۔"(۱۴)

مقام صہباء میں حضرت علی مرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی گود میں نبی اکرم ﷺ اپنا سر رکھ کر سو رہے تھے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اکرم ﷺ کے ادب و تعظیم کی خاطر نمازِ عصر چھوڑ دی یعنی آپ نے فریضہ ادب نبوی کو فریضہ نماز پر ترجیح دی لیکن نماز کے فوت ہونے پر سخت حزین ہوئے تو رسول اکرم ﷺ کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج واپس وقت پر آیا اور آپ نے نماز عصر ادا فرمائی۔(۱۵)

میدان کربلا میں نواسہ رسول حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جبکہ مصائب و آلام کی انتہاء ہو چکی تھی اور آپ کے بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں، بھانجوں اور جانثار ساتھیوں کی لاشیں خاک وخون میں غلطاں تھیں اور آپکے اپنے جسم میں تلواروں، نیزوں اور تیروں کے درجنوں زخم لگ چکے تھے، نماز ظہر ادا فرمائی اور عین حالت سجدہ میں آپ کا سر مبارک تن سے جدا کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نماز ایسا اہم دینی فریضہ ہے جسے مشکل ترین حالات اور سخت ترین مصائب میں بھی ترک نہیں کیا جاتا۔

ایک حدیث پاک میں ہے:

"اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ۔"

"نماز دین کا مرکزی ستون ہے۔"(۱۶)

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

"جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا تو اس نے دین کو گرا دیا۔"(۱۷)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نماز بڑی اہم عبادت ہے اور اسلام میں نماز ترک کرنے یا اس میں سستی کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ نماز ایسی اہم عبادت ہے کہ یہ نہ سفر میں معاف ہوتی ہے، نہ بیماری میں معاف ہوتی ہے، نہ حالت امن میں معاف ہوتی ہے، نہ حالت جنگ میں معاف ہوتی ہے۔ اگر کوئی کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ

۱۳: "صحیح بخاری" کتاب الاذان، باب الرجل یاتم بالامام ویاتم الناس بالماموم، حدیث: ۷۱۳۔

۱۴: "مشکوۃ"، باب المواقیت فصل الثالث، المؤطا للامام مالک، کتاب وقوت الصلوۃ۔

۱۵: "مدارج النبوت" جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۲۔

۱۶: "شعب الایمان" باب فی الصلوات۔

۱۷: "منیۃ المصلی" ثبوت فرضیۃ الصلوۃ بالسنتہ۔

سکتا تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے، اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر نماز پڑھ لے، اگر لیٹ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو اشارے سے نماز پڑھ لے۔

حضور ﷺ نے جہاں بالغ مسلمانوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا وہاں یہ تعلیم بھی دی کہ مسلمان اپنے بچوں کو بھی نماز پڑھنے کا حکم دیں چنانچہ سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلوٰۃِ اِذَا بَلَغُوْا سَبْعاً وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا اِذَا بَلَغُوْا عَشْراً وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ۔"(۱۸)

"تم اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو۔ جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں ترک نماز پر سزا دو اور ان کے بستر الگ کر دو۔"

اللہ تعالیٰ نے والدین کے دلوں میں اولاد کیلئے بے پناہ محبت وشفقت پیدا فرمائی ہے جس کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کو دنیا و آخرت کی سعادت کا حقدار بنانے کے لیے تمام تدابیر اختیار کریں اور خصوصی طور پر انہیں عذاب قبر و عذاب جہنم سے بچانے کی فکر اختیار کریں اور یاد رکھیں کہ آخرت کی نجات کے لیے تقویٰ اور اتباع رسول کے بغیر کوئی چارہ نہیں لہٰذا والدین اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی محبت و اطاعت کی تعلیم دیں۔

اس حدیث مبارکہ میں والدین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بچوں کو ابتدائی عمر میں ہی نمازی بنانے کی کوشش کریں اور سات سال کی عمر میں بچوں کو پیار سے نماز کی عادت ڈالیں اور دس سال کی عمر میں سختی کر کے نماز پڑھائیں اور نماز نہ پڑھنے پر ہلکی سزا بھی دیں اور ان کے بستر علیحدہ علیحدہ کر دیں کیونکہ بچوں اور بچیوں کے اکٹھے سونے میں غلط عادات کے پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اگرچہ وہ حقیقی بہن بھائی ہوں۔

نماز نہ پڑھنے کے نقصانات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ۔ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ۔ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ۔"(۱۹)

"تمہیں کونسا کام جہنم میں لے گیا تو وہ (جہنمی) کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہ دیتے تھے۔"

اور دوسری جگہ اللہ رب العزت فرماتا ہے:

"فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلوٰۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا۔"(۲۰)

"تو اُنکے بعد اُن کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور ناجائز خواہشات کی پیروی کی تو یہ لوگ جلد جہنم کے غی نامی جنگل میں عذاب پائیں گے۔"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"جس نے قصداً نماز چھوڑی جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔"(۲۱)

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ان بُوجھ کر نماز ترک نہ کرو کہ جو جان بُوجھ کر نماز ترک کرتا ہے اللہ اور اس کا رسول ﷺ اُس سے بری الذمہ ہیں۔"(۲۲)

نماز کا منکر تمام ائمہ کے نزدیک کافر ہے۔ امام احمد کے نزدیک تارک نماز بھی کافر ہے امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک تارک نماز واجب القتل ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ تارک نماز کو کافر تو قرار نہیں دیا جائے گا البتہ اسے جیل میں بند کر دیا جائے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔(۲۳)

۱۸:"سنن ابی داؤد" باب متی یؤمر الغلام بالصلوۃ۔
۱۹:"مدثر" ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۴۔
۲۰:"مریم": ۵۹۔
۲۱:"کنز العمال" کتاب الصلوۃ۔
۲۲:"مسند امام احمد" جلد: ۶، صفحہ: ۴۲۱۔ الترغیب والترہیب: جلد: ۱، صفحہ: ۳۸۵۔
۲۳:"مالا بدمنہ"۔

نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے فضائل:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''منافقین پر سب سے زیادہ گراں نمازِ عشاء و فجر ہے اور اگر وہ جان لیتے کہ اس میں کتنا ثواب ہے؟ تو گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے قصد کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ایسے لوگوں کے پاس جاؤں، جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلادوں۔''(۲۴)

اور مسند امام احمد کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو نمازِ عشاء قائم کرتا اور جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ گھروں میں ہے، اسے آگ سے جلا دیں۔''(۲۵)

اِن روایات پر غور کریں کہ رسول اکرم ﷺ اُن لوگوں کے گھروں کے جلانے کا قصد فرمارہے ہیں جو نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے۔ اور جو لوگ سِرے سے نماز نہیں پڑھتے اُن لوگوں پر حضور ﷺ کس قدر غضب ناک ہوں گے۔

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

''نماز جماعت کیساتھ پڑھنا، تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے۔''(۲۶)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اپنے گھر میں طہارت (وضو غسل) کر کے فرض ادا کرنے کے لئے مسجد کو جاتا ہے تو ایک قدم پر گناہ معاف ہوتا ہے دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔''(۲۷)

حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس نے باجماعت عشاء کی نماز پڑھی، گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔''(۲۸)

سنن النسائی میں ہے نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضور کے بارگاہ میں آئے اور عرض کی:

''یارسول اللہ! کیا مجھے رُخصت ہے کہ میں نماز گھر میں پڑھ لوں؟

فرمایا:

''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔ سنتے ہو؟''

عرض کی:

''ہاں۔''

تو فرمایا:

''تم جماعت میں آؤ۔''(۲۹)

ایسی احادیث کی بنا پر فقہاء عظام نے نماز باجماعت کو سنت مؤکدہ قرار دیا ہے اور بعض فقہاء نے واجب قرار دیا ہے۔

بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا سخت گناہ ہے اور نماز کو لوٹانا لازم ہے:

حضرت سائب بن خلاد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک قوم کو نماز پڑھائی اور قبلہ کی طرف تھوکا اور نبی ﷺ اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے جب وہ فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے اس قوم سے کہا:

۲۴: ''صحیح مسلم'' باب فضل صلوۃ الجماعۃ۔

۲۵: ''مسند احمد حنبل'' حدیث، ۸۸۰۴۔

۲۶: ''بخاری'' باب فضل صلوۃ الجماعۃ۔

۲۷: ''صحیح مسلم'' باب المشی الی الصلوۃ۔

۲۸: ''صحیح مسلم'' باب فضل صلوۃ العشاء۔

۲۹: ''سنن النسائی'' کتاب الامامۃ، باب المحافظۃ علی الصلوات۔

"یہ شخص آئندہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔"

راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

"تونے اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء پہنچائی ہے۔"(۳۰)

صحیح ابن حبان میں صحیح سند سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرقِ باطلہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا تم اُن کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، تم اُن کے ساتھ پانی نہ پیئو، تم اُن کے ساتھ نماز نہ پڑھو اور تم اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

امام احمد خان رضا بریلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا فتویٰ ہے کہ بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے اور ایسی نماز کو لوٹانا واجب ہے۔(۳۱)

داڑھی منڈے اور داڑھی کترے امام کے پیچھے نماز ناجائز اور واجب الاعادہ ہے:

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کاٹ کر پست کرو اور صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حج اور عمرہ کرتے تو داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے اور جو داڑھی مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے۔(۳۲)

مشہور مفسر وفقیہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

"تراشیدن ریش پیش از قبضہ حرام است۔"(۳۳)

"یعنی ایک مشت کی حد سے پہلے داڑھی کتنا حرام ہے۔"

امام احمد رضا خان بریلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا فتویٰ ہے کہ:

"داڑھی کترے شخص کو امام بنانا گناہ ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا حرام اور واجب الاعادہ ہے۔"(۳۴)

نماز میں عمامہ یا ٹوپی پہننا سنت ہے:

امام شعرانی نے روایت فرمائی ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھاپنے کا حکم فرماتے تھے اور ننگے سر نماز سے منع فرماتے تھے۔"(۳۵)

نوٹ:

آج کل کچھ گروہ عمامہ کے ساتھ نماز کو واجب قرار دیتے ہیں یہ ہرگز درست نہیں عمامہ مستحب ہے اور صرف ٹوپی کے ساتھ بھی نماز جائز ہے کسی فقیہ نے عمامہ کو واجب قرار نہیں دیا۔ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کا فتویٰ ہے کہ ٹوپی پہننے والا امام عمامہ والے مقتدی کی امامت کرواسکتا ہے۔(۳۶)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم ﷺ کی طفیل مجھے، میری اولاد، میرے خلفاء، مریدین وتلامذہ اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو باجماعت نماز کا پابند فرمائے آمین آمین آمین و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

نماز کے مسائل تفصیل کے ساتھ معلوم کرنے کے لئے بہار شریعت حصہ دوم وحصہ سوم کا مطالعہ کریں یا پھر کم ازکم بہار شریعت کے خلاصہ "قانون شریعت" کا مطالعہ کریں بلکہ یہ کتابیں ہر گھر میں ضرور رکھیں۔

۳۰:"ابو داؤد، مشکوۃ المصابیح۔

۳۱:"فتاویٰ رضویہ"۔

۳۲:"صحیح البخاری" کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار، الحدیث :۵۸۹۲۔

۳۳:"مالابدمنہ"۔

۳۴:"فتاویٰ رضویہ"۔

۳۵:"کشف الغمہ"۔

۳۶:"فتاویٰ رضویہ" جلد:۲، صفحہ: ۲۳۱۔

درس حدیث

شہادت سید الشہداء بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا محمد سیف علی سیالوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ عزوجل کی عطا سے جہاں جان کائنات ﷺ نے دنیا، آخرت، قبر، حشر و نشر کی، جنت و دوزخ کی بیشمار خبریں دی ہیں۔ مخبر صادق حضور جانِ کائنات ﷺ نے سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبریں بھی ارشاد فرمائیں جو احادیث کی کتب میں موجود ہیں۔ ان میں سے جن احادیث تک ہماری رسائی ہے وہ آپ کے مطالعہ کی نظر کرتے ہیں۔

حدیث: ۱

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"بارش کے فرشتے نے حضور جان کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو اسے اجازت مل گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ دروازے کی حفاظت کرنا کوئی اندر نہ آنے پائے۔ تھوڑی دیر میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور چھلانگ لگا کر اندر چلے گئے وہ حضور جانِ کائنات ﷺ کے کندھوں پر چڑھنے لگے۔ فرشتے نے آپ ﷺ سے فرمایا۔ ہاں، فرشتے سے کہا۔ بے شک آپ کی امت اسے شہید کر دے گی۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دیکھا سکتا ہوں۔ جہاں انہیں شہید کیا جائے گا۔ یہ کہہ کر فرشتے نے اپنا ہاتھ مارا تو اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی مٹی آگئی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ مٹی لی اور اسے اپنے کپڑے کے ایک کونے میں باندھ لیا۔"(۱)

اس شہید بلا شاہِ گلگوں قبا
بیکس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

حدیث: ۲

حضرت عائشہ یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور جان کائنات ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی کو فرمایا:

"میرے پاس آج گھر میں ایک ایسا فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ بے شک آپ کا یہ بیٹا (حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہوگا۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں اس سرزمین کی مٹی بھی دکھا سکتا ہوں۔ جس میں یہ شہید کیے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر اس نے وہ سرخ مٹی نکال کر دی۔"(۲)

حدیث: ۳

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"بارش کے فرشتے نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ حضور جان کائنات ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو تو اللہ تعالیٰ نے اسے

۱: مسند احمد۔ جلد: ۵، صفحہ ۲۴۰، رقم الحدیث: ۱۳۵۷۳۔ ایضاً جلد: ۵، صفحہ: ۱۸۱۰، رقم الحدیث ۱۳۸۳۰، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ صحیح ابن حبان۔ کتاب التاریخ۔ ذکر الاخبار عن، قتل ھذہ الامۃ ابن ابنۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد: ۷، صفحہ: ۳۲۳، رقم الحدیث ۶۷۴۲، مطبوعہ پرو گریسو بکس لاہور۔ مسند ابو یعلی الموصلی۔ جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۸، رقم الحدیث: ۳۳۸۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ دلائل النبوۃ۔ لابی نعیم۔ صفحہ: ۴۹۸، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور۔ مجمع الزوائد۔ کتاب المناقب جلد: ۹، صفحہ: ۲۱۷، رقم الحدیث: ۱۵۱۱۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۲: مسند احمد۔ جلد: ۱۲، صفحہ ۴۳، رقم الحدیث: ۲۷۰۵۹، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ مجمع الزوائد۔ کتاب المناقب۔ باب مناقب الحسین بن علی۔ جلد: ۹، صفحہ: ۲۱۸، رقم الحدیث: ۱۵۱۱۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ فضائل صحابہ۔ فضائل الحسن و الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد: ۲ صفحہ: ۹۲۶، رقم الحدیث: ۱۳۵۷، مبطوعہ دار ابن جوزی سعودیہ۔ ابن عساکر۔ الامام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد: ۱۴، صفحہ: ۱۹۳، رقم الحدیث: ۳۳۸۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

اجازت عطا فرمائی۔ آپ اس دن حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے۔ حضور جان کائنات ﷺ نے ان سے فرمایا۔ ہمارے لیے دروازے پر پہرا دیں کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے۔ جب وہ دروازے پر مامور تھیں تو حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے۔ وہ اندر گھسنے میں کامیاب ہوگئے۔ وہ دروازہ کھول کر اندر چلے گئے۔ اور حضور جان کائنات ﷺ کی پشت مبارک پر اچھلنے لگے اور حضور جان کائنات ﷺ انہیں بوسے دینے لگے۔ فرشتے نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا۔ آپ کی امت عنقریب انہیں شہید کردے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا سکتا ہوں۔ جہاں انہیں شہید کیا جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ پھر انہوں نے اس جگہ سے جہاں انہیں شہید کیا جانا تھا مٹھی بھر مٹی لی۔ اور آپ کو وہ جگہ بھی دکھائی۔ وہ آپ کے پاس زرخیز یا سرخ مٹی لے کر آئے۔ اس مٹی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لے کر اپنے کپڑے میں رکھ لیا۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے وہ جگہ کربلا ہے۔'' (۳)

حدیث: ۴

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

'' حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور جان کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور جان کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ: کیا میں تمہیں عجیب بات نہ بتاؤں؟ ابھی میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ جو کبھی میرے پاس نہ آیا تھا۔ اور اس نے کہا۔ بے شک میرا یہ بیٹا شہید ہوگا۔ اور کہا۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ مٹی بھی دکھا سکتا ہوں۔ جس میں یہ شہید ہوگا۔ پھر فرشتے نے وہ مٹی اپنے ہاتھ میں لی اور مجھے سرخ مٹی دیکھائی۔'' (۴)

حدیث: ۵

حضرت سیدنا ابوطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

'' بارش کے فرشتے نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر حضور جان کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام پیش کرنے کی اجازت طلب کی۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہمارے پاس اور کوئی نہ آئے۔ اچانک حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور کمرے میں داخل ہوگئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ یہ حسین ہیں۔ حضور جان کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اسے آنے دو۔ پھر وہ حضور جان کائنات ﷺ کی گردن مبارک پر چڑھنے لگے اور آپ کے ساتھ کھیلنے لگے۔ جبکہ فرشتہ یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ پھر فرشتے نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں بخدا۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا۔ بے شک آپ کی امت عنقریب انہیں شہید کردے گی۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا سکتا ہوں۔ پھر اس فرشتے نے اپنا ہاتھ مارا اور مشت بھر مٹی پکڑی۔ وہ مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لے لی اور اپنی اوڑھنی کے پلو میں باندھ لی۔ لوگوں کی یہ رائے تھی کہ وہ مٹی کربلا کی ہے۔'' (۵)

حدیث: ۶

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

'' وہ حضور جان کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں نے آج رات ایک ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ وہ بہت سخت خواب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہے کیا؟ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں ڈال دیا گیا۔ تو حضور جان کائنات ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا خواب

۳: کشف الاستار۔ مناقب الحسین۔ جلد: ۳، صفحہ: ۲۳۲، رقم الحدیث: ۲۶۴۲، مطبوعہ الرسالۃ العالمیہ دمشق۔ ابن عساکر۔ الامام حسین بن علی۔ جلد: ۱۴، صفحہ: ۱۹۰، رقم الحدیث: ۳۳۷۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیرت۔ سیر اعلام النبلاء۔ الحسین الشہید جلد: ۴، صفحہ: ۲۵۳، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ۔

۴: کنز العمال۔ فضل اہل بیت۔ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ من الاکمال جلد: ۱۲، صفحہ: ۵۸، رقم الحدیث: ۳۴۳۱۸، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ المعجم الکبیر۔ الحسین بن علی بن ابی طالب رضی تعالیٰ عنہ، جلد: ۲، صفحہ: ۲۳۳، رقم الحدیث: ۲۷۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۵: مجمع الزوائد۔ کتاب المناقب۔ باب۔ مناقب حسین بن علی۔ جلد: ۹، صفحہ ۲۲۱، رقم الحدیث: ۱۵۱۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

دیکھا ہے۔ میری بیٹی فاطمہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا) ان شاء اللہ بیٹے کو جنم دے گی اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا۔ پھر حضرت فاطمہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا) کے ہاں حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پیدا ہوئے تو وہ میری گود میں تھے۔ جیسا کہ حضور جان کائنات ﷺ نے فرمایا تھا۔ ایک دن میں حضور جان کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آپ کی گود میں دے دیا پھر میں نے اچانک دیکھا تو حضور جان کائنات ﷺ کی چشمان مقدس آنسو بہارہی تھیں۔"

آپ فرماتی ہیں:

"میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آئے تھے۔ اور مجھے خبر دی تھی کہ بے شک میری امت اس بیٹے کو عنقریب شہید کر دے گی۔ میں نے عرض کیا۔ اس بیٹے حسین کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں اور میرے پاس اس کے مقتل کی سرخ مٹی بھی لے کر آئے ہیں۔" (۶)

حدیث: ۷

ایک روایت حضرت شداد ابو عمار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں:

"حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجہ محترمہ حضرت ام فضل بنت حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ آپ کی عظمت کے پیش نظر آپ کے سامنے بیان کرنے سے ڈر لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ خواب بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے دیکھا ہے۔ گویا آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کے میری جھولی میں ڈال دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میری بیٹی فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوگی۔ جس کا نام میں حسین رکھوں گا اور وہ اس بچے کو تمہاری گود میں دے گی۔ وہ بیان کرتی ہیں۔ پھر حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جنم دیا۔ اور وہ میری گود میں دے دیئے گئے۔ تاکہ میں ان کی تربیت کروں۔ ایک دن جب امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ میرے پاس تھے تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ انہیں لے کر کچھ دیر کھلاتے رہے۔ پھر آپ کی چشمان مقدس نمناک ہوگئیں۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کو کس چیز نے رلایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ میری امت میرے اس بیٹے کو شہید کر دے گی۔" (۷)

شرح:

علامہ عبد الرؤوف مناوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیان کرتے ہیں کہ:

"امام شریف سمہودی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا ہے کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ سیدہ کائنات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی اولاد ان کے جسم کا ٹکڑا ہے اور وہ ان کے واسطے سے حضور جان کائنات ﷺ کے جسم کا ٹکڑا ہیں۔ اسی لیے جب حضرت ام فضل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جسم اطہر ایک ٹکڑا ان کی گود میں رکھ دیا گیا ہے تو حضور جان کائنات ﷺ نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے ہاں بچہ پیدا ہوگا۔ جسے ان کی گود میں رکھا جائے گا۔ تو سیدہ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے ہاں حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پیدا ہوئے۔ پھر وہ ان کی گود میں دیے گئے۔ ان کی اولاد اطہار میں سے آج جس کی بھی زیارت کی جاتی ہے وہ اس ٹکڑے میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ اگرچہ درمیان میں کتنے ہی واسطے کیوں نہ ہوں۔ جو شخص اس بات پر غور کرتا ہے اس کے دل سے ان کے لیے تعظیم کا داعیہ بیدار ہوتا ہے۔ اور وہ جس حال پر بھی ہو ان کے بُغض سے بچتا ہے۔" (۸)

روشنی دیتا رہے گا تا ابد خون حسین
شام ہی جس کی نہ ہوگی وہ سحر ہے کربلا

۶: المستدرک علی الصیحین۔ کتاب معرفۃ الصحابہ۔ فضائل الحسین بن علی۔ جلد: ۳، صفحہ: ۱۷۶، مبطوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔ سنن ابن ماجہ۔ کتاب تعبیر الرؤیا۔ باب تعبیر الرؤیا جلد اول صفحہ: ۴۲۱، رقم الحدیث: ۳۹۲۳، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، مسند احمد جلد: ۱۲، صفحہ: ۱۴۸، رقم الحدیث: ۲۷۴۱۲، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۷: ابن عساکر الامام حسین بن علی۔ جلد: ۱۴، صفحہ ۱۹۵، رقم الحدیث: ۳۳۸۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۸: فیض القدیر۔ حرف الفاء جلد: ۲ صفحہ: ۹، تحت الحدیث: ۵۸۳۳، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ۔

وہ بظاہر سانحہ تھا چند ساعت کا مگر
غور سے دیکھو تو صدیوں کا سفر ہے کربلا

حدیث:۸

حضرت عبداللہ بن نجی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

''انہوں نے حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے ساتھ سفر کیا اور وہ آپ کی طہارت کا برتن اٹھانے والے تھے۔ صفین کی طرف جاتے ہوئے راستے میں جب وہ نینویٰ کے مقابل پہنچے تو حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے دریائے فرات کے کنارے ندا دی۔ ابو عبداللہ ٹھہر جاؤ! میں نے کہا۔ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ میں ایک دن حضور جانِ کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ کی چشمانِ مقدسہ اشکبار تھیں۔ میں نے عرض کیا۔ یانبی اللہ: آپ کو کسی نے غضبناک کر دیا: آپ کی چشمانِ مقدسہ اشکبار کیوں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا کیوں نہ ہو۔ میرے پاس سے ابھی جبریل عَلَیْہِ السَّلَام روانہ ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ بے شک میرا بیٹا حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دریائے فرات کے کنارے شہید کیا جائے گا۔ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کیا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو ان کی شہادت گاہ کی مٹی سنگھاؤں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور مٹی کی ایک مشت بھری اور مجھے دی۔ تو میں اپنی آنکھوں کو بہنے سے نہیں روک سکا۔''(۹)

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
عشق کی آگ ہے دل میں ابھی بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سر میداں مگر جھکی تو نہیں

حدیث:۹

ام المومنین حضرت اُم سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا بیان فرماتی ہیں کہ:

''ایک دن حضور جانِ کائنات ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمادیا۔ ابھی میرے پاس کوئی نہ آئے۔ اس لیے میں نے نظر رکھی (مگر میری لاعلمی میں) حضرت امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حُجرہ مبارک میں داخل ہو گئے۔ پھر میں نے حضور جانِ کائنات ﷺ کی ہچکی کے ساتھ رونے کی آواز سنی۔ میں نے حجرہ مبارک میں جھانکا تو دیکھا کہ حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ ﷺ کی گود مبارک میں ہیں۔ حضور جانِ کائنات ﷺ ان کی پیشانی مبارک پونچھ رہے ہیں۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بھی رواں ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نہیں جانتی کہ یہ کب داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام ہمارے ساتھ گھر میں موجود تھے۔ جبریل نے کہا آپ اس حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا۔ بے شک آپ کی امت اسے ایسی سرزمین پر شہید کرے گی۔ جسے کربلا کہا جاتا ہے۔ پھر جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اس سرزمین کی مٹی بھی لائے۔ اور اسے حضور جان کائنات ﷺ کو دیکھایا۔ جب امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شہادت کے وقت گھیرے میں لیا گیا تو انہوں نے پوچھا۔ یہ کون سی جگہ ہے؟ لوگوں نے کہا۔ کربلا۔ انہوں نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا واقعی یہ کرب وبلا کی زمین ہے۔''(۱۰)

حق کی صداقتوں کی نشانی حسین ہے
دنیا میں انقلاب کا بانی حسین ہے
سیرت فاطمہ کی تو صورت علی کی ہے
دنیا میں مصطفےٰ کی نشانی حسین ہے

۹: مُسند بزار۔ وممارَوی عبداللہ بن نجی عن علی۔ جلد:۳، صفحہ:۱۰۱، رقم الحدیث:۸۸۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، من کرہ الخروج فی الفتنۃ و تعوذمنھا، جلد:۱۱، صفحہ۵۹۲، رقم الحدیث:۳۸۵۲۲، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ المعجم الکبیر۔ الحسین بن علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالی عنہ، جلد:۲، صفحہ۲۳۱، رقم الحدیث:۲۷۴۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۰: المعجم الکبیر۔ الحسین بن علی بن ابی طالب۔ جُلد:۲، صفحہ:۲۳۴، رقم الحدیث:۲۷۵۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، فضائل صحابہ۔ فضائل الحسن و الحسین جلد دوم صفحہ:۹۸۲، رقم الحدیث:۱۳۹۱، مطبوعہ دار ابن الجوزی الحجاز۔ مجمع زوائد، کتاب المناقب۔ باب۔ مناقب الحسین بن علی جلد:۹، صفحہ۲۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

دنیا کو جس نے اپنے لہو سے شکست دی
وہ مردِ حق وہ حیدرِ ثانی حسین ہے

حدیث:۱۰

حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میرے گھر میں حضور جان کائنات ﷺ کے سامنے کھیل رہے تھے کہ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نازل ہوئے اور کہا۔ یارسول اللہ! ﷺ آپ کے بعد آپ کی امت آپ کے اس بیٹے کو شہید کر دے گی اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف اشارہ کیا تو حضور جان کائنات ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور انہیں اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا۔ پھر فرمایا۔ اے ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا شہادت گاہِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہ مٹی تمہارے پاس امانت ہے۔ حضور جان کائنات ﷺ نے اسے سونگھ کر فرمایا۔ کرب وبلا (میں میرے اہلبیت پر ظلم ڈھانے والوں) کا ناس ہو۔ ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں۔ کہ حضور جان کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا شہید کر دیا گیا ہے۔"

راوی بیان کرتے ہیں کہ:

"پھر حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اس مٹی کو بوتل میں ڈال دیا۔ اور ہر روز اسے دیکھا کرتیں اور فرماتیں۔ اے مٹی: جس دن تو خون میں تبدیل ہوگی۔ وہ بڑا بھاری دن ہوگا۔"(۱۱)

خیر البشر کی آنکھ کا تارا حسین ہے
زہرہ کا دلآرام و دلارا حسین ہے

اس کے لہو کی روشنی پھیلی افق افق
دنیا میں روشنی کا مینارہ حسین ہے

حدیث:۱۱

حضرت عبداللہ بن وہب بن زمعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے مجھے بتایا کہ حضور جان کائنات ﷺ ایک رات سونے کے لیے آرام فرما ہوئے تو تھوڑی دیر بعد پریشانی کے عالم میں بیدار ہو گئے۔ پھر دوبارہ بغیر سوئے تھوڑی دیر لیٹے رہے اور پھر پریشانی کے عالم میں اُٹھ بیٹھے۔ لیکن اتنے پریشانی نہیں تھے۔ جتنے پہلی مرتبہ دیکھے تھے۔ پھر تیسری دفعہ لیٹ گئے اور پھر اٹھ بیٹھے جبکہ آپ ﷺ کے دستِ اقدس میں سُرخ مٹی تھی۔ جسے آپ چوم رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! یہ کیسی مٹی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے بتایا کہ یہ میرا بیٹا حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارض عراق میں شہید کیا جائے گا۔ میں نے جبرئیل سے کہا مجھے وہ مٹی دکھاؤ۔ جہاں اسے شہید کیا جائے گا۔ یہ اس جگہ کی مٹی ہے۔"(۱۲)

مظلومیت کو شانِ انا اس نے بخش دی
مظلوم آدمی کا سہارا حسین ہے
ہیبت سے ہر یزید کا چہرہ اتر گیا
جب بھی جہاں میں کوئی پکارا حسین ہے

حدیث:۱۲

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضور جان کائنات ﷺ کی گود مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے تو جبریل عَلَیْہِ السَّلَام

۱۱: ابن عساکر، الامام الحسین بن علی، جلد:۱۴، صفحہ:۱۹۲، رقم الحدیث:۳۳۷۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، مجمع الزوائد۔ کتاب المناقب۔ باب مناقب الحسین بن علی، جلد:۹، صفحہ:۲۱۹، رقم الحدیث:۱۵۱۱۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، المعجم الکبیر، الحسین بن علی بن ابو طالب، جلد:۲، صفحہ:۲۳۳، رقم الحدیث:۲۷۴۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۲: دلائل النبوۃ، بیہقی، جلد:۲، صفحہ:۲۹۸، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، ابن عساکر، الامام جسین بن علی، جلد:۱۴، صفحہ ۱۹۱، رقم الحدیث:۳۳۷۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، سیر اعلام النبلاء۔ الحسین الشہید جلد:۴، صفحہ:۳۵۴، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ۔ المعجم الکبیر۔ الحسین بن علی بن ابی طالب جلد دوم صفحہ:۲۳۵، رقم الحدیث:۲۷۵۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، المستدرک علی الصحیحین کتاب تعبیر الرؤیا، جلد ۴، صفحہ:۳۹۸، رقم الحدیث:۸۲۰۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔

نے عرض کیا۔کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں اکیسے اس سے محبت نہ کروں جبکہ یہ میرے دل کا ثمر ہے۔تو انہوں نے کہا۔لیکن آپ کی امت عنقریب ان کو شہید کر دے گی۔کیا میں آپ کو ان کی قبر کی جگہ نہ دکھاؤں؟ پھر جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے ایک مُشت بھری تو وہ سرخ مٹی تھی۔"(۱۳)

حدیث: ۱۳

شہر بن حوشب حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حضور جان کائنات ﷺ کے پاس تھے اور امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ میرے پاس تھے۔جب وہ رونے لگے تو میں انہیں چھوڑ دیا اور وہ حضور جان کائنات ﷺ کے پاس آگئے میں نے انہیں پھر اٹھالیا تو وہ پھر رونے لگے۔میں نے انہیں پھر چھوڑ دیا۔تو وہ حضور جان کائنات ﷺ کے پاس چلے گئے۔حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ سے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں۔"

انہوں نے کہا بے شک آپ کی امت عنقریب اسے شہید کر دے گی۔اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ان کے مقتل کی مٹھی بھی دکھا سکتا ہوں۔پس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنا پر اس سرزمین کربلا تک پھیلایا جس میں انہیں شہید کیا جانا تھا۔پھر اپنا پر سمیٹا اور وہ مٹی آپ ﷺ کو دکھائی۔حماد نے کہا ہے مجھے ابان یا اس کے علاوہ کسی اور نے بتایا ہے کہ جب امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کربلا کی زمین پر پڑاؤ ڈالا تو زمین کو سونگھا اور لوگوں سے اس کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا کربلا۔آپ نے فرمایا:

"کرب و بلا"

پھر وہیں آپ کو شہید کیا گیا۔(۱۴)

ہر دور میں حسین ضرورت ہے وقت کی
ہر قوم کہہ رہی ہے ہمارا حسین ہے
تاریخ حریت کا درخشندہ باب ہے
بے یارو مددگار کا یارا حسین ہے
دستور زندگی ہے وہ درس حیات ہے
اک فرد ہی نہیں ادارہ حسین ہے

حدیث: ۱۴

ایک روایت میں حضور جان کائنات ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں:

"حضور جان کائنات ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا۔میرے پاس کوئی نہ آئے۔آپ فرماتی ہیں۔میں نے اچانک آپ ﷺ کی آواز سنی تو میں آپ ﷺ کے پاس گئی۔دیکھا تو آپ کے پاس امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔آپ غمزدہ یا آبدیدہ تھے۔میں نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔مجھے جبریل امین نے بتایا ہے بے شک میری امت میرے وصال کے بعد اس (بیٹے حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کو شہید کر دے گی۔میں نے عرض کیا۔اسے کون شہید کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے مٹی (جو جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ کو دی تھی) اٹھائی اور فرمایا۔اس مٹی والے اسے قتل کریں گے۔"(۱۵)

حدیث: ۱۵

حضرت عمار الدہنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم حضرت کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا اس شخص کی اولاد

۱۳:کشف الاستار، مناقب الحسین، جلد:۳، صفحہ:۲۳۱، رقم الحدیث:۲۶۴۰، مطبوعہ الرسالۃ العالمیہ دمشق۔ مجمع الزوائد۔کتاب المناقب۔باب مناقب الحسین بن علی، جلد:۹، صفحہ:۲۲۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، البدایہ والنہایہ، جلد:۲، صفحہ:۲۳۹، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔

۱۴:فضائل صحابہ، فضائل الحسن والحسین، جلد:۲، صفحہ:۹۸۲، رقم الحدیث:۱۳۹۱، مطبوعہ دار ابن جوزی الحجاز۔ذخائر العقبی۔ازکار تتضمن فضائل و اخبار أ تختص بالحسین، جلد دوم، صفحہ:۱۲۲، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی ایران۔التبصرہ۔فی ذکر عاشور او المحرم جلد دوم صفحہ:۲۱۷، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ۔

۱۵:ابن عساکر، الامام حسین بن علی، جلد:۱۴، صفحہ:۱۹۲، رقم الحدیث:۳۳۷۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

میں سے ایک شخص کو ایک جماعت میں شہید کیا جائے گا۔ ان کے گھوڑوں کا پسینہ اس وقت تک خشک نہیں ہوگا۔ جب تک وہ محمد مصطفےٰ ﷺ تک نہ پہنچ جائیں گے۔ حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں سے گزرے تو انہوں نے کہا۔ اے ابو اسحاق! یہ؟ انہوں نے کہا نہیں پھر حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں سے گزرے تو لوگوں نے کہا وہ یہ ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔" (۱۶)

وہ موج میں ہے جس کو ملا ہے غم حسین
قصر ارم تو اس کے لیے سنگ وخشت ہے
جس سلطنت پہ راج ہے میرے حسین کا
اس سلطنت کا ایک جزیدہ بہشت ہے

حدیث: ۱۶

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

"حضرت حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضور جان کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ جبکہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے۔ تو وہ جست لگا کر حضور جان کائنات ﷺ کے جسم اقدس پر چڑھ گئے اور آپ ﷺ کی پُشت مبارک پر کھیلنے لگے۔ تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے جبریل: میں اپنے بیٹے سے کیوں محبت نہ کروں! جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کیا۔ بے شک آپکی امت اسے آپ کے بعد شہید کر دے گی۔ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنا ہاتھ بڑھا کر آپ ﷺ کو مٹی پکڑائی اور کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! اس زمین میں آپ کا بیٹا حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ شہید کیا جائے گا۔ اس زمین کا نام طف ہے۔ جب جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حضور جان کائنات ﷺ کے پاس سے چلے گئے۔ تو حضور جان کائنات ﷺ باہر تشریف لائے۔ جبکہ وہ مٹی آپ کے دست اقدس میں تھی اور آپ ﷺ اشک بار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ! جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے خبر دی ہے۔ میرا بیٹا حسین ارض طف (کربلا) میں شہید کیا جائے گا۔ اور میری امت میرے بعد عنقریب آزمائش میں ڈالی جائے گی۔ پھر آپ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف تشریف لے گئے جن میں حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت ابو ذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ جبکہ آپ ﷺ اس وقت بھی رو رہے تھے۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز نے آپ کو اس قدر رلا دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جبریل نے مجھے خبر دی ہے۔ میرا بیٹا حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میرے بعد ارض طف میں شہید کر دیا جائے گا۔ وہ میرے پاس یہ مٹی لائے ہیں اور مجھے بتایا کہ اس مٹی والی زمین میں حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت گاہ ہے۔" (۱۷)

جو دھکتی آگ کے شعلوں پہ سویا وہ حسین
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا وہ حسین
جو جواں بیٹے کی لاش پہ نہ رویا وہ حسین
جس نے سب کچھ کھو کے پھر کچھ نہ کھویا وہ حسین
مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا
خون سے اپنے دو عالم میں اجالا کر دیا

حدیث: ۱۷

حضرت سلمٰی بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کس وجہ سے رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

"میں نے حضور جان کائنات ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ کے سر انور اور ریش مبارک پر مٹی پڑی ہے۔ میں نے عرض

۱۶: تہذیب التہذیب حرف الحاء، من اسمہ الحسین، جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ تہذیب الکمال۔ الحسین بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رقم الترجمہ: ۱۳۰۷، جلد: ۲، صفحہ ۱۸۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت۔

۱۷: الصواعق المحرقہ، المقصد لخامس، الفصل الثالث، صفحہ: ۲۷۳، مطبوعہ النوریہ الرضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور۔ کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل اہلبیت، الحسین رضی اللہ تعالٰی عنہ من الاکمال جلد: ۱۲، صفحہ: ۵۸، رقم الحدیث: ۳۴۳۱۸، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ المعجم الکبیر۔ الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ، جلد: ۲، صفحہ: ۲۳۲، رقم الحدیث: ۲۷۴۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کیا ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ابھی ابھی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی شہادت دیکھ کر آیا ہوں۔"(۱۸)

حدیث:۱۸

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہُ بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک دن نصف النہار کے وقت میں نے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غبار آلود پراگندہ بالوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور آپ کے دستِ اقدس میں ایک شیشی ہے۔ جس میں خون ہے میں نے عرض کیا۔ یارسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یہ کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بیٹے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہُ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے اور میں اسے سارا دن جمع کرتا رہا ہوں۔ پس ہم نے اس کا شمار کیا تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ ٹھیک اسی دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہُ شہید کیے گئے تھے۔"(۱۹)

شیر کی مانند جو مقتل میں آیا وہ حسین
جو بہتّر زخم کھا کر مُسکرایا وہ حسین
راہِ حق میں جس نے اپنا سَر کٹایا وہ حسین
کربلا میں جس نے اپنا گھر لُٹایا وہ حسین

حدیث:۱۹

محمد بن عمرو بن حسن رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ:

"ہم کربلا کے دو دریاؤں کے بیچ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے ساتھ تھے تو آپ نے اپنے قاتل شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ گویا میں ایسے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو برص والا ہے۔ اور میرے اہلبیت کے خون کو پی رہا ہے۔ اس وجہ سے کہ شمر برص کے مرض میں مبتلا تھا۔"(۲۰)

بقیہ: (شرح سلام رضا) مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام

---صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے؟ فرمایا: اس کے مالکوں نے اسے ذبح کر کے کھالینا چاہا تھا یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے پاس فریاد لایا۔ ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کے مالک دوڑتے آئے، اونٹ نے جب انہیں دیکھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کے پاس آ گیا اور حضور کی پناہ پکڑی، اس کے مالکوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے آج آپ کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنتے ہو اس نے میرے پاس نالش کی ہے اور بہت ہی بری نالش ہے۔ وہ بولے: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم مقام تک کوچ کرتے، جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے سانڈ بنا لیا اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے تمہارے بہت اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں، اب جو اسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کر کے کھالینا چاہا۔ وہ بولے: یارسول اللہ! خدا کی قسم! یونہی ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے۔ وہ بولے: یارسول اللہ! تو ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا: غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق و لائق ہوں کہ فریادی پر رحم کروں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے، پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ ان سے سو درہم کو خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا: اے اونٹ! چلا جا کہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے۔"

---جاری ہے---

۱۸: ترمذی۔ کتاب المناقب۔ باب۔ مناقب الحسن و الحسین۔ صفحہ: ۸۹۸، رقم الحدیث: ۳۷۸۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔ مستدرک علی الصحیحین۔ کتاب معرفۃ الصحابہ۔ ذکر ام المومنین ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ جلد: ۴، صفحہ: ۱۹، رقم الحدیث: ۶۷۶۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔

۱۹: مسند احمد، جلد: ۲، صفحہ: ۹۳، رقم الحدیث: ۲۱۶۱، ایضا صفحہ: ۲۱۷، رقم الحدیث: ۲۵۵۳، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ فضائل صحابہ۔ فضائل، الحسن و الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد دوم صفحہ: ۹۷۷، رقم الحدیث: ۱۳۸۰۔ ایضاً، صفحہ: ۹۷۸، رقم الحدیث: ۱۳۸۱، مطبوعہ دار ابن جوزی الحجاز۔ مستدرک علی الصحیحین۔ کتاب تعبیر الرؤیا۔ جلد: ۴، صفحہ: ۳۹۸، رقم الحدیث: ۸۲۰۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔

۲۰: مسند الفردوس، جلد: ۳، صفحہ : ۲۸۱، رقم الحدیث: ۴۸۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ کنز العمال۔ کتاب الفضائل۔ قتل الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد: ۱۳، صفحہ: ۲۸۹، رقم الحدیث: ۳۷۷۱۳، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ خصائص الکبریٰ، جلد: ۲، صفحہ: ۲۵۴، مطبوعہ ممتاز اکیڈمی لاہور۔

ستر ھویں قسط

شرح سلامِ رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

---گذشتہ سے پیوستہ---

آپ ﷺ سب سے پہلے اپنی امت کو لے کر صراط سے گزریں گے:

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یضرب الصراط بین ظهرانی جهنم فأکون أول من یجوز من الرسل بأمته۔"(۱۶)

"جب پشتِ جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔"

آپ ﷺ ہر مصیبت کے وقت غمخواری فرماتے ہیں:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت ﷺ که [...]ئے دست اندوہگین است در ہر شدتے۔"(۱۷)

"ہمیں نظر نہیں آتا مگر آنحضرت ﷺ ہر مصیبت کے وقت [...]اری فرماتے ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کے حمل مبارک کی رات چوپایوں کا کلام:

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ:

"کان من دلالات حمل رسول الله ﷺ ان کل دابة کانت لقریش نطقت تلك اللیلة وقبلت حمل برسول الله ﷺ ورب الکعبة وهو امان الدنیا۔"(۱۸)

"نبی کریم ﷺ کے حمل مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کہا رسول اللہ ﷺ حمل میں تشریف فرما ہوئے اور رب کعبہ کی قسم! وہ تمام دنیا کی پناہ ہیں۔"

آپ ﷺ خوف زدوں کے لیے جائے پناہ ہیں:

یہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"جائے پناہ گرفتن بندگان وگریزگاہ ایشان در وقت خوف روزِ قیامت۔"(۱۹)

"آپ ﷺ قیامت کے دن خوفزدوں اور خوف سے بھاگنے والوں کے لیے جائے پناہ ہیں۔"

یہی شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"اے بہترین خلق خدا و اے بہترین عطا کنندہ [...]

[...]مشکوٰۃ المصابیح" ۳:۱۵۵۲، باب الحوض والشفاعة، الفصل الأول، رقم: ۵۵۸۱، المکتب الإسلامی بیروت۔

[...]طیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" صفحہ: ۴، در مطبع مجتبائی دہلی۔

[...]خصائص الکبریٰ" ۱:۸۱، باب ماظہر فی لیلة مولده ﷺ من المعجزات والخصائص، المکتبة الحقانیة پشاور۔

[...]طیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" صفحہ: ۴، در مطبع مجتبائی دہلی۔

بہترین کسیکہ امیداوداشتہ شود برائے ازالہ مصیبتے
.:. توپناہ دہندہ از ہجوم کردن مصیبتے۔"(۲۰)

"اے خلق خدا میں بہترین! اے بہترین عطا والے اور اے بہترین شخصیت، اور مصیبت کے وقت امیدوار کی مصیبت کو ٹالنے والے......آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں۔"

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"آخر حالت مادح آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم راوقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا آنست کہ ندا کند خوار وزار شدہ باخلاص درمناجات وبہ پناہ گرفتن بایں طریق اے رسول خدا عطائے ترامیخواہم روز حشر...توئی پناہ از ہربلا بسوئے تست رو آوردن من وبہ تست پناہ گرفتن من ودرتست امید داشتن من۔"(۲۱)

"حضور ﷺ کی تعریف کرنے والا جب اپنی نارسائی کا احساس کرے تو حضور کو نہایت عاجزی اور اخلاص سے پکارے اور فریاد کرے اور حضور کی پناہ اس طرح چاہے کہ اے خدا کے رسول قیامت کے دن تیری عطا چاہتا ہوں تو ہی میری ہر بلا کی پناہ ہے......جبھی تو میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ کا طلب گار ہوں اور میری امیدیں تجھ سے ہی وابستہ ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک اونٹ کی فریاد:

حضرت تمیم داری سے مروی ہے کہ:

"كنا جلوسا مع رسول الله ﷺ إذ أقبل بعير يعدو حتى وقف على هامة رسول الله ﷺ فقال ﷺ أيها البعير اسكن فإن تك صادقا فلك صدقك وإن تك كاذبا فعليك كذبك مع أن الله تعالى قد أمن عائذنا وليس بخائب لائذنا فقلنا يا رسول الله ما يقول هذا البعير فقال هذا بعير قد هم أهله بنحره وأكل لحمه فهرب منهم واستغاث بنبيكم ﷺ فبينا نحن كذلك إذ أقبل أصحابه يتعادون فلما نظر إليهم البعير عاد إلى هامة رسول الله ﷺ فلاذ بها فقالوا يا رسول الله هذا بعيرنا هرب منذ ثلاثة أيام فلم نلقه إلا بين يديك فقال ﷺ أما إنه يشكو إلى فبئست الشكاية فقالوا يا رسول الله ما يقول قال يقول إنه ربي في أمنكم أحوالا وكنتم تحملون عليه في الصيف إلى موضع الكلإ فإذا كان الشتاء رحلتم إلى موضع الدفاء فلما كبر استفحلتموه فرزقكم الله منه إبلا سائمة فلما أدركته هذه السنة الخصبة هممتم بنحره وأكل لحمه فقالوا قد والله كان ذلك يا رسول الله فقال عليه الصلاة والسلام ما هذا جزاء المملوك الصالح من مواليه فقالوا يا رسول الله فإنا لا نبيعه ولا ننحره فقال عليه الصلاة والسلام كذبتم قد استغاث بكم فلم تغيثوه وأنا أولى بالرحمة منكم فإن الله نزع الرحمة من قلوب المنافقين وأسكنها في قلوب المؤمنين فاشتراه عليه الصلاة والسلام منهم بمائة درهم وقال يا أيها البعير انطلق فأنت حر لوجه الله تعالى۔"(۲۲)

"ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آ کر کھڑا ہوا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اے اونٹ! ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لیے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے، اس کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالی نے اس کے لیے امان رکھی ہے اور جو ہمارے پاس التجا لائے وہ نامرادی سے بری ہے۔۔۔

۔۔۔بقیہ صفحہ نمبر ۱۸ پر۔۔۔

۲۰: "اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" صفحہ: ۲۲، در مطبع مجتبائی دہلی۔

۲۱: "اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" صفحہ: ۳۳، در مطبع مجتبائی دہلی۔

۲۲: "الترغیب والترہیب" ۳: ۱۴۴، الترغیب فی الشفقة علی خلق اللہ تعالی من الرعیة، رقم: ۳۴۳۱، دار الکتب العلمیة بیروت۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفۂ رسول، امیر المومنین

استاذ العلماء، پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

حضرت ابو حفص عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی القرشی کا سلسلہ نسب کعب بن لوئی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے آپ عام الفیل کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے بڑے ہو کر کشتی، فن سپہ گری اور خطابت میں خوب مہارت حاصل کی۔ آپ قریش کیلئے سفیر کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔عدل وانصاف اور دیانتداری کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں آپ کو قبائل عرب اپنے جھگڑوں میں ثالث تسلیم کرتے تھے۔آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور دور دراز علاقوں کے سفر کیے جس کی بدولت تجربہ اور دور بینی میں خوب اضافہ ہوا۔

قبول اسلام:

نبوت کے پانچویں اور چھٹے سال مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی بے مثال محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وطن، کاروبار، خاندان اور اپنے پیاروں کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ جیسے بلد امین سے ہجرت کی تو ایک صحابیہ ام عبد اللہ بنت حشمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہجرت کرتے دیکھ کر عمر مشتعل ہوئے کہ خواتین کی ہجرت سے قریش کی شدید بدنامی ہوگی اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے گھر سے نکلے کہ راستے میں ایک صحابی رسول نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے ملاقات ہوئی اپنا مقصد ظاہر کیا تو حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے فرمایا:

''پہلے گھر کی خبر لو! تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید بھی مسلمان ہو چکے ہیں''۔

انتہائی غصے کی حالت میں اپنی بہن کے گھر پہنچے تو گھر کے اندر حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہُ، حضرت سعید اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو قرآن پڑھا رہے تھے قرآن مجید کی آواز سن کر اور زیادہ مشتعل ہوئے۔حضرت خباب اندر چھپ گئے، عمر گھر کے اندر داخل ہوتے ہی اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو شدید زدوکوب کرنے لگے۔فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کو چھوڑانے کے لئے قریب آئیں تو انہیں بھی زخمی کر دیا۔اسی موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غضب ناک ہو کر فرمایا:

''اے عمر تیرے دین میں حق نہیں ہے اور کہا:

''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''۔

عمر نے کہا:

''مجھے وہ اوراق دکھاؤ جن کی تم تلاوت کر رہے تھے''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

''تم غسل جنابت نہیں کرتے اور ان اوراق کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں''۔

عمر نے طہارت حاصل کی اور ''طٰهٰ۔مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى'' سے لیکر ''اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ'' (طٰہٰ:۱۴) تک پہنچے تو کہا:

"کتنا حسین بلند اور میٹھا کلام ہے۔ مجھے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس لے چلو۔"

چنانچہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور مرادِ رسول ہونے کے شرف سے مشرف ہوئے کیونکہ دو روز قبل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تھی:

"اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِوبْنِ هِشَامٍ۔"

"اے اللہ عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابو جہل) میں سے کسی ایک کے ذریعے اسلام کو عزت وغلبہ عطا فرما۔"(۱)

آپ کے قبول اسلام پر ایک روایت کے مطابق مسلمان مردوں کی تعداد چالیس ہوگئی اور آیت مبارکہ نازل ہوئی:

"يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔"(۲)

"اے نبی (غیب دان) تمہیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور جن مؤمنین نے آپ کی پیروی اختیار کرلی ہے۔"

نکتہ:

ثابت ہوا کہ جو لوگ بندگانِ خدا کی حمایت وامداد کی نفی کرتے ہیں اور اسی نظریہ کے اظہار کیلئے کہتے پھرتے ہیں ہمیں اللہ ہی کافی ہے اُن کا یہ انداز قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ کے خلاف ہے۔ حق یہ ہے حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مجازی وعطائی طور پر اللہ تعالیٰ کے بندے بھی مددگار ہیں۔

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت جبریئل عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

"حضور! آسمانوں میں ملائکہ نے آپس میں حضرت عمر فاروق کے اسلام قبول کرنے پر مبارک باد پیش کی ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

"حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قبولِ اسلام سے مسلمان بالادست ہوگئے۔"(۳)

کفار قریش نے کہا:

"قَدِ انْتَصَفَ الْقَوْمُ۔"

"آج قوم آدھی رہ گئی ہے۔"

اور اس روز کفار قریش کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔

فاروق اور فاروق اعظم کا خطاب:

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد بارگاہِ نبوی میں عرض کی:

"یارسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟"

فرمایا:

"کیوں نہیں۔"

تو عرض کیا:

"حضور! ہم اپنا دین کیوں پوشیدہ رکھیں؟"

چنانچہ مسلمانوں کی دو صفیں بنیں ایک کی قیادت عمِ رسول حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمائی اور دوسری صف کی قیادت حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمائی۔ اور مسجد حرام میں داخل ہو کر اسلام کا بآوازِ بلند اظہار کیا اور اعلانیہ عبادت کی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں نے مسجد حرام میں کھل کر اسلام کا اظہار کیا اور اعلانیہ عبادت کی اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو فاروق (حق وباطل میں فرق کرنے والا) کا خطاب عطا کیا اور اب دنیا بھر کے تمام مسلمان آپ کو "فاروق اعظم" کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔ حیرت ہے کہ کچھ لوگ غوث اعظم کو شرکیہ کلمہ کہتے ہیں حالانکہ جو توجیہ فاروق اعظم میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا فاروق اعظم ہونا صحابہ کبار کی نسبت سے ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں ہے۔ اسی طرح غوث اعظم (سب سے بڑا غوث) بھی اولیاء کرام کی نسبت سے ہے اور امام

۱: "جامع ترمذی" باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، الرقم ۳۶۸۱۔

۲: "انفال": ۶۴۔

۳: "بخاری"۔

اعظم فقہاءِ اسلام کی نسبت سے ہے جیسا کہ قائد اعظم کا لفظ قائدین تحریک پاکستان کی نسبت سے ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے مقابلہ میں شرکیہ وکفریہ کلمہ ہے العیاذ باللہ من ذالك۔

دورِ نبوی میں آپ کی خدمات وفضائل:

اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوگئے اور اعلانیہ عبادت اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ شروع ہوگیا۔آپ نے ہجرت مدینہ کے موقع پر اعلانیہ ہجرت کی جبکہ تمام مسلمانوں نے خفیہ ہجرت کی۔ ہجرت مدینہ کے بعد تمام غزوات میں آپ کو نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھ رکھا اور فرمایا:

"مَامِنْ نَبِيٍّ اِلَّاوَ لَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ۔ اَمَّا وَزِيْرَایَ فِي السَّمَاءِ فَجِبْرَئِيْلُ وَ مِيْكَائِيْلُ وَ وَزِيْرَایَ فِي الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ۔"(۴)

"یعنی ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں لیکن میرے وزیر اہل سماء سے جبرئیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں سے ابو بکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں۔رسول اکرم ﷺ آپ پر بے پناہ اعتماد کرتے تھے آپ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح میں لے کر آپ کو اپنا سسر (باپ) ہونے کا شرف بھی عطا فرمایا۔"

حضرت عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا تو فرمایا:

"هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ۔"

"یہ دونوں میرے کان اور آنکھیں ہیں۔"(۵)

حضرت ابو بکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جنگ بدر کے موقع پر وادی ذفران میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کی یقین دہانی کرائی اور جنگ بدر میں ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام مہجع سب سے پہلے شہید ہوئے۔جنگ تبوک کے موقع پر آپ نے اپنے تمام مال کے دو حصے کئے۔ایک حصہ جہاد کے لئے بارگاہ نبوی میں پیش کیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا:

"هَلْ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ۔"

"کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر بھی ہیں؟"

فرمایا:

"ہاں عمر کی نیکیاں۔"

تو میں نے عرض کی:

"اَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍ۔"

"میرے باپ حضرت ابو بکر کی نیکیاں کہاں ہیں؟"

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ۔"

"بے شک عمر کی تمام نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کے مثل ہیں۔"

قرآن کے نزول سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کا قرآن کے مطابق ہونا:

ارشاد نبوی ہے:

"لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ۔"(۶)

"یعنی اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر نبی ہوتے۔"

ایک حدیث میں فرمایا:

"فرشتوں کی جماعت سکینہ حضرت عمر کی زبان پر بولتی ہے۔"

ایک حدیث میں ہے:

"بیشک اللہ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے۔"

۴:"ترمذی، مشکوۃ"۔

۵:"ترمذی، مشکوۃ"۔

۶:"مشکوۃ" مناقب عمر فصل ثانی۔

کتنے ہی مقامات ہیں کہ قرآن ابھی نازل نہیں ہوا تھا اللہ تعالیٰ کے ارادے اور علم میں تھا حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ غیر منزل شدہ کلام و وحی کے مطابق رائے قائم فرماتے تو اس کے بعد قرآن مجید آپ کی پیش کردہ رائے کے مطابق نازل ہوتا، جس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱: حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! کتنا ہی اچھا ہو کہ طواف کعبہ کے بعد ۲ رکعت نفل مقام ابراہیم کے پاس پڑھے جائیں۔"

تو آیت مبارکہ:

"وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔"(۷)

"نازل ہوئی یعنی اے مسلمانو! تم مقام ابرہیم کو جائے نماز بناؤ۔"(۸)

۲: آپ نے شراب پر پابندی کی رائے پیش کی تو آیت مبارکہ نازل ہوئی:

"يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔"(۹)

"اے ایمان والو! شراب انگوری اور جوا اور بتوں کے نام کے نصب شدہ پتھر اور تیر ناپاک ہیں اور شیطانی کاموں سے ہے۔"

۳: بشر نامی شخص کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا بشر کا خیال تھا کہ یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف سے فیصلہ کروایا جائے لیکن یہودی نے کہا:

"مجھے پیغمبر اسلام کا فیصلہ منظور ہے کیونکہ وہ عادل و امین ہیں۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریقین کا موقف سننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ دیا تو بشر نامی شخص جو بظاہر مسلمان تھا، نے باہر نکل کر حضرت عمر فاروق سے فیصلہ لینے پر اصرار کیا تو یہودی نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ کو بتادیا کہ پیغمبر اسلام قبل ازیں اس مقدمہ کو سن کر میرے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ نے بشر سے پوچھا کیا یہودی ٹھیک کہہ رہا ہے اس نے کہا:

"یہودی ٹھیک کہہ رہا ہے لیکن میں نے تو آپ سے فیصلہ کروانا ہے۔"

تو اسی حالت میں حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ اندر تشریف لے گئے تلوار نیام سے نکالی اور باہر نکل کر بشر نامی منافق کی گردن قلم کر دی اور فرمایا:

"هٰكَذَا اَقْضِىْ لِمَنْ يَّرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔"

"یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوگا اس کا میں اسی طرح فیصلہ کروں گا۔"(۱۰)

چنانچہ آپ کی تائید میں قرآن پاک میں حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ کے اقدام کی تائید میں نازل ہوئی ارشاد ہوا:

"وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔"(۱۱)

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر تاکہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قتل کو "ہدر" قرار دیا یعنی نہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ پر فرد جرم عائد کی اور نہ قصاص لیا اور نہ دیت کا حکم فرمایا۔

۴: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداء میں منافقین (بد عقیدہ لوگوں) کی نماز جنازہ پڑھاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممانعتِ نمازِ جنازہ نہ ہونے کی وجہ سے رأس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز جنازہ بھی پڑھائی تو اس موقع پر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ نے منافقین کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کی پرزور استدعا کی تو وحی نازل ہوئی:

۷: "بقرہ": ۱۲۵۔

۸: "مشکوۃ" مناقب عمر فصل ثالث۔

۹: "المائدہ": ۹۰۔

۱۰: "تفسیر مظہری"۔

۱۱: "نساء": ۶۴۔

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔"(۱۲)

"(اے نبی کریم ﷺ) آپ ہمیشہ کے لئے اِن منافقین (بدعقیدہ) میں سے کسی کی نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی اسکی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کریں۔"

اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں کے لئے بدعقیدہ لوگوں کی نمازِ جنازہ اور اُن کے لئے دعاءِ مغفرت ممنوع فرمادی گئی۔

۵: ابتداء میں ازواجِ مطہرات اور مسلم خواتین سترِ عورت اختیار فرماتی تھیں لیکن چہرہ ڈھانپنے کے احکام نہیں تھے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بارگاہِ نبوی میں حجاب (مکمل پردہ) کے لئے مشورہ پیش کیا تو:

"وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔"(۱۳)

"یعنی جب تم نے کوئی نفع کی چیز ازواجِ نبی سے مانگنی ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو اور دیگر آیات واحکام پردہ وحجاب کا نزول ہوا۔"(۱۴)

اسی طرح دیگر متعدد مواقع پر آپ کی رائے کی تائید نزولِ قرآن سے ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے وفات سے پہلے ہی آپ کو شہید اور جنتی قرار دیا:

رسول اللہ ﷺ احد پہاڑ پر تشریف لائے آپ کیساتھ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بھی تھے پہاڑ میں زلزلہ (وجد) کی کیفیت پیدا ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اُثْبُتْ اُحُد فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَان۔"

"اے احد ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں تو زلزلہ فوراً تھم گیا۔"

رسول اللہ نے فرمایا:

"اِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَاسِوَى النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔"(۱۵)

"بیشک ابوبکر اور عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) درمیانی عمر کے جنتیوں کے سردار ہیں۔"

ایک حدیث میں فرمایا:

"ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، اور ابوعبیدہ بن جراح (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ) جنتی ہیں۔"(۱۶)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دائیں، عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بائیں تھے اور آپ دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے فرمایا:

"ہم اسی طرح جنت میں داخل ہوں گے۔"(۱۷)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اہلِ جنت درجہ علیین کے جنتیوں کو دیکھیں گے جیسا کہ تم روشن ستارہ آسمان میں دیکھتے ہو اور ابوبکر وعمر علیین میں اونچے درجے میں ہوں۔"(۱۸)

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا دورِ صدیقی میں کردار:

حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ثقیفہ بنو ساعدہ میں سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیعت

۱۲: "توبہ": ۸۴۔
۱۳: "احزاب": ۵۳۔
۱۴: "مشکوۃ" مناقب عمر، فصل ثالث۔
۱۵: "مشکوۃ" باب مناقب ابی بکر وعمر، فصل ثالث۔
۱۶: "ترمذی" ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح۔
۱۷: "ترمذی" مشکوۃ۔
۱۸: "ابوداؤد" ترمذی، مشکوۃ۔

امارت کی اور اس کے بعد تمام صحابہ و اہل بیت نے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بھی معتمد ترین ساتھی تھے اور آپ نے بے شمار بار حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مشورے منظور کئے خصوصاً قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کی حیات ظاہرہ میں ایک کتاب کی شکل میں جمع نہ ہو سکا، کاغذات، کپڑوں، پاک ہڈیوں لکڑیوں، چمڑوں وغیرہ پر لکھا ہوا تھا جنگ یمامہ میں سینکڑوں حفاظِ قرآن شہید ہوئے تو حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہی خلیفہ رسول حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر زور دیا کہ وہ قرآن کو کتاب کی صورت میں جمع کرنے کا اہتمام فرمائیں اس سے پہلے کہ باقی ماندہ حفاظِ قرآن جنگوں میں شہید ہو جائیں ابتداء میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عذر کیا اور فرمایا میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بار بار اصرار فرماتے رہے اے خلیفہ رسول یہ کام خیر ہے اسے ضرور کیجئے بالآخر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ کی پر زور رائے کو تسلیم کیا اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابت انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قرآن مجید ایک کتاب کی صورت میں جمع کرنے کا حکم دیا اور تدوین قرآن کا تاریخی فریضہ انجام پایا۔

خلافتِ فاروقی اور دورِ خلافت پر ایک نظر:

خلیفہ رسول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو اپنے وصال سے ایک روز قبل چند اکابر صحابہ کی مشاورت سے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خلیفہ رسول ثانی مقرر کیا۔ حضرت طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سخت مزاجی کا ذکر کیا اور کہا:

''آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟''

تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

''میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں گا:

''اِسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمْ خَيْرَ أَهْلِكَ۔''

''میں نے لوگوں پر تیرے بندوں میں سے سب سے بہتر بندے کو خلیفہ مقرر کیا تھا۔''

چنانچہ تمام صحابہ و اہل بیت اور قریب و بعید کے مسلمانوں نے آپ کی بیعت اِمارت کی اور آپ کی خلافت پر بھی خلافت صدیقی کی طرح صحابہ و اہل بیت رسول کا اجماع منصوص قائم ہوا، یاد رہے کہ صحابہ کرام کے اجماعِ منصوص کا انکار کرنا فقہاء کے نزدیک کفر ہے۔

دانائے غیوب حضرت محمد رسول ﷺ نے اگرچہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا لیکن حضرت ابو بکر و حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خلافت کے واضح اشارات ضرور دیئے۔

۶: حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

''فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ بَعْدِي أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔''(۱۹)

''تم میرے بعد ابو بکر و عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کی اقتدا کرنا۔''

۷: حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے خواب عرض کی:

''کہ آسمان سے ایک میزان اترا ہے آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وزن ہوا تو آپ ﷺ کا وزن زیادہ ہوا پھر حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا وزن ہوا تو حضرت ابو بکر کا وزن زیادہ ہوا پھر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وزن ہوا تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وزن زیادہ ہوا......''

''فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ۔''

''تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس خواب کی تعبیر، نبوت کی خلافت ہے۔''(۲۰)

بے مثال دورِ فاروقی کی ایک جھلک:

آپ کے ساڑھے دس سالہ دورِ خلافت میں اسلامی ریاست

۱۹: ''ترمذی و مشکوۃ''۔

۲۰: ''ترمذی، مشکوۃ''۔

ایران، بلوچستان، خراساں (سمرقند بخارا وغیرہ) سے طرابلس الغرب تک (تقریباً ۲۲۵۱۰۳۰ مربع میل) پھیل گئی جو تاریخ انسانی میں اتنی مدت میں ریکارڈ ہے۔ جس میں دمشق، رومیوں کا وسط ایشیاء میں دارالخلافہ حمص، فلسطین، مصر، طرابلس الغرب، اردن، ایران (جوکہ اس وقت عراق، بلوچستان، کابل، ماورائے نہر خراساں اور بے شمار علاقوں پر مشتمل تھا) اور ۱۰۰۰ سے زائد بلاد فتح فرمائے اور پھر زمین کو عدل وانصاف اور راستی و دیانت داری سے بھر دیا۔ ایک طرف مخلوق خدا کے دلوں میں حق پرستی اور پاکبازی پیدا ہوئی تو دوسری طرف ایسا فلاحی نظام قائم کیا کہ ہر شخص کی تمام بنیادی ضرورتیں پوری کیں حتیٰ کہ جانوروں کے تحفظ کے لئے قوانین وضع فرمائے اور فرمایا:

"اگر نیل کے کنارے کتا بھی بھوکا مر جائے تو عمر ذمہ دار ٹھہرے گا۔"

کاش کہ اسلامی ممالک کے حکمران دورِ فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پیش نظر رکھ کر نظام حکومت قائم کریں تو نہ صرف اسلامی ممالک میں خوشحالی اور امن وآشتی کی فضاء پیدا ہو جائے گی بلکہ زمانہ بھر کے غیر مسلم اسلام کے اعلیٰ اور کامل فلاحی وسعاداتِ دارین کے ضامن نظام سے متاثر ہو کر حلقہ بدوش اسلام ہونے لگیں گے۔

دورِ فاروقی کا مرکزی نظام حکومت:

"وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ۔"(۲۱)

کے تحت اہم امور میں مشاورت ہوتی تھی اور حتمی فیصلے امیر المؤمنین کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جنرل سیکرٹری ومحافظِ بیت المال مقرر کیا اور حضرت محمد بن مسلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو محتسب مقرر کیا۔ احتساب کا سخت ترین نظام تھا۔ بڑی سے بڑی شخصیت قواعد وضوابط کی خلاف ورزی پر احتساب سے بچ نہ سکتی تھی۔ حج کے موقع پر تمام صوبائی گورنروں کی حج میں حاضری لازم تھی۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہر سال خود بھی حج میں شریک ہوتے۔ ہر علاقے کے لوگوں کو شکایات کا موقع دیا جاتا اور گورنروں کے خلاف فوری اقدامات ہوتے۔ جلیل القدر صحابی حضرت عمرو بن العاص گورنرِ مصر کے بارے میں ایک شخص نے شکایت کی گورنر نے مجھے کوڑوں کی ناحق سزا دلوائی ہے تو حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حج کے اجتماع میں حضرت عمرو بن العاص کو کوڑے مارنے کا حکم فرمایا جس کے بعد اس شخص نے قصاص کا حق معاف کرنے کا اعلان کیا۔ امیر المؤمنین اور تمام گورنروں کیلئے لازم تھا کہ ایک عام آدمی کی بود وباش اختیار کریں، ترکی مہنگا گھوڑا استعمال نہ کریں، باریک کپڑے نہ پہنیں، چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھائیں، جائیداد میں اضافہ نہ کریں، اپنے دروازے عوام پر بند نہ کریں، دروازوں پر محافظ مقرر نہ کریں۔ امیر المؤمنین خود بیت المال سے سال میں کپڑوں کے دو جوڑے اور روزانہ ایک مزدور کا معمولی وظیفہ وصول کرتے۔ آپکی پہنی ہوئی قمیص کے کندوں پر ہمیشہ پیوند لگے نظر آتے۔ ایک مرتبہ خطبہ جمعہ میں تاخیر کی وجہ یہ بتائی کہ کپڑوں کا ایک ہی جوڑا تھا دھو کر سوکھنے کی انتظار میں تاخیر ہوگئی ہے۔ کفایت شعاری کا یہ عالم تھا کہ رات کے بچے ہوئے ٹکڑوں سے ناشتہ فرماتے، ایک بار عراق سے معزز مہمان آئے تو انہیں بھی رات کے بچے ہوئے ٹکڑے ناشتہ میں پیش کیے تو مہمانوں نے ایک لقمہ کھانے کے بعد کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا۔ صحابہ کرام نے نامناسب سمجھا تو حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے امیر المؤمنین سے بات کرنے کے لئے کہا، حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا:

"اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے بات کریں صحابہ نے حضرت اُم المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے بات کی تو حضرت اُم المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے امیر المؤمنین سے صحابہ کی شکایت کا ذکر کیا تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سادگی وکفایت اشعاری اور فقر وفاقہ کا ذکر کیا اور زار وقطار رونے لگے اور عرض کیا:

"اے المؤمنین! رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اسوہ پر عمل ہی بہتر ہے۔"

گورنر مصر حضرت عیاض بن غنیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پتلا لباس پہنا تو انہیں معزول کر دیا اور کہا:

"بکریاں لے جاؤ اور بکریاں چرایا کرو۔"

۲۱: "سورہ شوریٰ": ۳۸۔

فاتح ایران جلیل القدر صحابی رسول حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے دفتر کے باہر دیوری بنوائی اور پہرہ لگایا تو انہیں معزول کر دیا۔آپ کے سالے قدامہ نے شراب نوشی کی تو ۸۰ کوڑے حدِ شراب قائم کی۔گورنر قنسرین سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں کسی نے قصیدہ پڑھا تو آپ نے قصیدہ خوان کو انعام دیا تو محمد بن مسلمہ کو بھیجا اور معزولی کے احکام جاری فرمائے۔آزادی تنقید کی عام اجازت فرمائی۔حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دوران خطبہ سوال کیا کہ آپ نے جو چادریں تقسیم کی ہیں آپ نے ایک سے زیادہ چادر سے اپنا لباس تیار کروایا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ میرے بیٹے عبد اللہ بن عمر نے اپنے حصے کی چادر مجھے دے دی تھی میں نے کوئی خیانت نہیں کی۔ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

''اگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام سے ہٹوں تو کیا کرو گے؟''

ایک نوجوان نے تلوار سونتی اور کہا:

''ہم آپ کی گردن کاٹ دیں گے۔''

تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا:

''جب تک ایسے نوجوان موجود ہیں کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام سے روگردانی نہیں کر سکتا۔''

نیز فرمایا:

''اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ مَنْ رَفَعَ اِلَیَّ عُیُوبِیْ۔''

''تمام لوگوں سے مجھے سب سے پیارا وہ ہے جو میرے عیوب ونقائص میرے سامنے رکھے۔''

کاش کہ آج حکمران اور علماء ومشائخ اپنے ارد گرد سے خوش آمدیوں کا گھیرا ختم کر کے کھرے اور صاف گو لوگوں کو اپنا مشیر بنائیں۔

دورِ فاروقی میں بے شمار اصلاحات اور محکموں کا قیام:

آپ نے فوج، ڈاک، بیت المال، پیمائش، پولیس اور دیگر محکمے قائم کیے، منزلیں اور سرائیں قائم کرائیں۔ ۴۰۰۰ مساجد تعمیر کروائیں جن میں سے ۹۰۰ جامع تھیں۔سن ہجری قائم فرمایا، نماز تراویح باجماعت ختم قرآن کے ساتھ شروع فرمائی، مساجد میں اہتمام سے روشنی کا انتظام فرمایا، شہروں میں پہرے مقرر کیے، تاجر کیلئے تعلیم لازم فرمائی، مدارس قائم فرمائے، اساتذہ کے وظائف مقرر فرمائے۔جب مدارس کی تعلیمی رپورٹ سے پتہ چلا کہ حضرت ابو الدرداء کے مدرسہ جامع مسجد دمشق سے ۱۰ ہزار سے زیادہ علماء پیدا ہوئے ہیں تو بہت خوش ہوئے۔ اہل کتاب کی عورتوں سے سیاسی طور پر نکاح کرنے سے منع فرما دیا۔مؤلفۃ القلوب کی بجائے مسلمانوں کو زکوۃ دینے کا حکم فرمایا۔مسجد نبوی ہر طرف ۱۰۰ ہاتھ (۱۵۰ فٹ) تھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک طرف ۶۰ ہاتھ اور دوسری ۲۰ ہاتھ کی توسیع کر دی لیکن سادگی برقرار رکھی۔مسجد حرام کے ارد گرد پہلی بار چار دیواری قائم فرمائی۔آپ نے یہود کو حجاز مقدس سے نکال دیا اور تمام غیر مسلموں کو گھروں اور ان کی عبادت گاہوں میں مذہبی آزادی دی لیکن پبلک مقامات پر انہیں تبلیغ کا حق نہ دیا۔آپ نے صاحب احداث کے نام سے محکمہ پولیس بھی قائم کیا جس کی ذمہ داری عوام اور حکومتی اثاثوں کی حفاظت، امن وامان کا قیام اور تجاوزات پر کنٹرول کرنا ہوتا تھا۔آپ نے دریائے نیل سے بحیرہ قلزم تک ۶۹ میل لمبی نہر، نہر امیر المؤمنین کے نام سے کھدوائی جس میں کشتیاں چلتی تھیں اسی طرح متعدد دیگر نہریں بھی کھدوائیں جن سے ایک نہر ''نہر ابی موسیٰ اشعری'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

صوبائی حکومتیں:

آپ نے مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ، شام، مصر، فلسطین، کوفہ، بصرہ، خراساں، ازربائیجان، فارس اور دیگر مقامات پر صوبائی حکومتیں قائم فرمائیں ہر شہر میں ایک قاضی، ایک معلم، ایک خازن اور ایک حاکم مقرر کرنے کی ہدایات فرمائی گورنروں سے دروازے عوام پر بند نہ کرنے اور انتہائی سادہ طرز زندگی گزارنے اور جائیداد میں اضافہ نہ کرنے کا عہد لیتے اور انتہائی سخت احتساب فرماتے۔

دورِ فاروقی میں فوجی نظام:

فوج کا نظام اعشاری تھا ہر دس پر امیر العشر، ایک سو پر قا[ئد] اور ایک ہزار پر امیر۔فوج کا باقاعدہ محکمہ قائم کیا بصرہ، کوفہ، اردن، طرابلس الغرب میں فوجی چھاؤنیاں قائم کیں جہاں خوراک کا سٹاک ہو[تا]

گھوڑے اونٹ اور اسلحہ کے ذخائر ہوتے اور گھوڑوں اور اونٹوں پر "جیش فی سبیل اللہ" داغا جاتا۔ آپ نے مجاہدین کے وظائف مقرر فرمائے اور اس موقع پر اصحاب بدر کا وظیفہ ۵۰۰۰ اور اُن کی اولاد کا ۲۰۰۰ مقرر کیا لیکن امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہُ اور حِبّ رسول حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا وظیفہ اصحاب بدر کے برابر رکھا اور اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا وظیفہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حِبّ رسول حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے کم ۲۰۰۰ روپے رکھا۔ فوجی بھرتی کیلئے زیادہ تر مدینہ منورہ کو مرکز بنایا گیا اور ہر سال ۳۰ ہزار فوجی بھرتی کیے جاتے اگر دشمن کی تعداد ۲ لاکھ ہوتی تو چالیس ہزار مجاہدین سے زائد مقابلہ میں نہ بھیجتے۔

امیر المؤمنین خود پوری فوج کے کمانڈر انچیف تھے اور تمام بڑی جنگوں میں جنگ کا نقشہ خود بناتے اور اسکے ساتھ ہدایات بھیجتے رہتے۔ آپ نے سپر طاقت ایران سے جنگ قادسیہ کے موقع پر خود جنگ میں قیادت کا اظہار کیا لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سمیت اکابر صحابہ نے آپ کو مدینہ منورہ سے نہ جانے دیا تو آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو سپہ سالار، حضرت زبیر کو میمنہ، حضرت عبد الرحمن بن عوف کو میسرہ اور حضرت طلحہ کو مقدمۃ الجیش پر امیر مقرر کیا اور میدان جنگ کا نقشہ خود تیار کیا۔

آپ کی سیرت طیبہ کی ایک جھلک:

۲۲۵۱۰۳۰ مربع میل ریاست کے امیر ہونے کے باوجود آپ فقیر صفت دلق پوش اور بیت المال سے ایک مزدور کے برابر وظیفہ لینے والے حاکم تھے۔ ایک بار قیصر روم کا ایلچی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ دیکھ کر کہ آپ ایک مزدور کے لباس میں مسجد میں سرہانے اینٹ رکھ کر قیلولہ فرما رہے ہیں نہ کوئی سیکورٹی ہے نہ پہرے دار، ایسا متاثر ہوا کہ واپس جا کر پھر مدینہ منورہ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔

جب بیت المقدس فتح ہوا تو آپ بیت المقدس تشریف لے گئے قمیص پر ۱۴ پیوند تھے خود پیدل اور خادم گھوڑے پر سوار تھا۔ صحابہ نے اچھا لباس پہننے پر اصرار کیا تو فرمایا اللہ نے یہ عزت لباس کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلام کی وجہ سے عطا فرمائی ہے۔

ایک بار مدینہ منورہ میں رات کو گشت فرما رہے تھے کہ ایک مسافر کو پریشان حال دیکھا ساتھ ہی خیمہ سے ایک عورت کے کراہنے کی آواز آ رہی تھی بڑا اصرار کیا تو مسافر نے بتایا امیر المؤمنین سے ملنے آئے ہیں رات ہو گئی اور میری بیوی کے ہاں بچہ ہونے والا ہے اور یہاں کوئی جاننے والا نہیں تو اسی وقت اپنی اہلیہ کو ضروری اشیاء و خوراک کے ساتھ لے کر آئے، خیمہ کے اندر سے آپ کی اہلیہ نے آواز دی:

"اے امیر المؤمنین! آپ اپنے ساتھی کو بیٹے کی خوشخبری دیں تو وہ مسافر یہ جان کر کہ امیر المؤمنین اپنی بیوی کے ہمراہ میرے اہل خانہ کی خود خدمت کر رہے ہیں انتہائی حیران رہ گیا۔"

ایک بار رات کو گشت کے دوران ایک بچے کے رونے کی آواز سنی صبح اس بچے کے والد کو مسجد میں طلب کیا اور بچے کے رونے کی وجہ دریافت کی تو بچے کے والد نے بتایا امیر المؤمنین ہم نے بچے کا دودھ وقت سے پہلے چھڑا دیا ہے کیونکہ امیر المؤمنین بچے کا دودھ چھڑانے کے بعد بچوں کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں تو آپ بہت روئے اور کہا:

"اے عمر! تجھ پر افسوس تیرے اس فیصلے کی وجہ سے کتنے بچوں کو وقت سے پہلے دودھ چھڑا دیا گیا ہوگا اسی وقت فیصلہ صادر فرمایا کہ آج کے بعد بچہ پیدا ہوتے ہی اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا۔"

آج برطانیہ اور بعض ممالک میں جو بچوں کو وظائف دیئے جاتے ہیں اسے برطانیہ میں "عمر لاء" (Umar Law) کہا جاتا ہے۔ آپ نے بچوں کے ساتھ اپاہجوں اور بے سہارا لوگوں کے وظائف بھی مقرر فرمائے۔

ایک بار ایک خاتون اپنی بیٹی کو دودھ میں پانی ملا کر بیچنے کی ترغیب دے رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ:

"امیر المؤمنین کو دودھ میں پانی ملانے کی خبر نہیں ہو گی یہ کام کر لو تو بیٹی نے کہا:

"اماں جی! امیر المؤمنین نہیں دیکھ رہے لیکن امیر المؤمنین کا اللہ تو دیکھ رہا ہے۔"

آپ گشت کے دوران ماں بیٹی کا یہ مکالمہ سن رہے تھے صبح اپنے بیٹے عاصم کو اس خدا خوف لڑکی سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ

انکے ہاں ایک بیٹی اُم عاصم نامی پیدا ہوئی جس کے بطن سے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز پیدا ہوئے جنھوں نے بنو امیہ کے دورِ حکومت میں حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی درویشانہ صفت حکومت کی یادیں تازہ فرمادیں۔

خوفِ خدا کا یہ عالم تھا کہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا:

"اگر آسمان سے آواز آئے کہ ایک شخص کے سوا سب کو بخش دیا گیا ہے تو پھر بھی میں روزِ قیامت میں حساب وکتاب سے بے خوف نہیں رہوں گا۔ ایک بار کسی نے شہد پیش کی تو منہ کے قریب لا کر منہ سے ہٹادی فرمایا:

"اس کی مٹھاس وذائقہ تو ختم ہو جائے گا لیکن اس کا حساب ذمہ سے ختم نہیں ہوگا۔"

فرمایا:

"کسی اور کو دے دو۔"

ایک بار علاج کے لئے شہد کی ضرورت تھی تو مسجد آئے اور شوریٰ سے بیت المال سے تھوڑی سی شہد لینے کی اجازت حاصل کی۔

ایک بار آپ کے پاس چادریں آئیں تو کسی نہ کہا:

"اپنی اہلیہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک چادر بھیج دیں۔"

تو فرمایا:

"اُم سلیط ایک مستحق عورت ہے وہ اس چادر کی زیادہ حقدار ہے۔"

اتنی سادہ غذا کھاتے کہ چہرے پر لکیریں پڑ گئیں اور ایک بار قحط پڑا تو گوشت گھی اور ترکاری سب کچھ بند کر دیا۔ زیتون سے روٹی کھاتے۔ ایک دفعہ ایک حاکم عتبہ بن فرقد نے نفیس حلوہ بھیجا تو واپس کر دیا اور فرمایا:

"یہ بیت المال کی امانت ہے جب سب لوگ حلوہ کھائیں گے تو پھر امیر المؤمنین کے لئے حلوہ مباح ہوگا۔"

آپ نے خلیفہ بنتے ہی اپنی پسندیدہ بیویوں کو طلاق دے دی تاکہ مجھ سے کوئی عورت سفارش نہ کرے۔ جب شاہ ایران یزدجرد کی بیٹی حضرت شہر بانو گرفتار ہو کر آئیں تو اُن کا نکاح اپنے بیٹے کی بجائے حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کیا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ۹ بیٹے تھے، کسی کو کسی جگہ گورنر تو کجا منشی بھی مقرر نہ فرمایا۔ بیت المال کا اونٹ گم ہوا تو سخت گرمی میں خود تلاش کرنے نکلے اور کہا:

"اس کا حساب مجھ سے ہونا ہے۔"

جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کر کے غیرتِ اسلامی کا عظیم مظاہرہ فرمایا، جنگ بدر میں قیدیوں کے بارے میں آپ ہی نے مشورہ دیا کہ ان اعداء اسلام کو قتل کر دیا جائے اور ہر مسلمان اپنے رشتہ دار قیدی کو خود قتل کرے۔ ایک بار کسی نے:

"وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ۔"(۲۲)

جب نامہ اعمال کے رجسٹر کھولے جائیں گے، پڑھا تو بے ہوش ہو گئے۔ ایک بار فرمایا:

"کاش کہ میں پیدا نہ ہوتا۔"

ایک بار فرمایا:

"کاش کہ میں انسان کی بجائے ایک تنکا پیدا کیا جاتا۔"

کسی نے تلاوت کی:

"اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ۔"(۲۳)

"تیرے رب کا عذاب ضرور وقوع پذیر ہونے والا ہے۔"

سن کر سواری سے اترے اور کافی دیر انتہائی پریشان بیٹھے رہے۔ آپ بیوگان اور یتیم لڑکیوں کے لیے پانی خلافت سے پہلے اور بعد از خلافت اپنے کندھوں پر اٹھا کر گھروں میں پہنچاتے۔ ایک بار حضرت عباس کے پرنالے سے ذبح شدہ مرغ کا خون بہہ رہا تھا تو اس پرنالے کو اکھاڑنے کا حکم دیا تاکہ گزرنے والوں کے کپڑے آلودہ نہ ہوں تو حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

"یہ وہ پرنالہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے نصب فرمایا تھا۔"

۲۲: "تکویر": ۱۰۔

۲۳: "طور": ۷۔

تو فوراً فرمایا: "اے عباس! میرے کندھے پر کھڑے ہو کر یہ پرنالا اسی جگہ نصب کرو۔"

کرامات :

مثالی ریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے روحانیت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار فارس کے دور دراز علاقے نہاوند میں مسلمان جہاد کر رہے تھے اور آپ خطبہ جمعہ دے رہے تھے کہ فرمایا:

"یَاسَارِیَةَ الْجَبَلَا۔"

"اے ساریہ پہاڑ کے ساتھ ہو جاؤ۔"

لوگوں نے کہا:

"شاید آپ کا ذہن کام نہیں کر رہا تھا آپ نے دوران خطبہ کیا کہہ دیا۔"

تو فرمایا:

"کہ میں نے دیکھا کہ کفار لشکر اسلام کو گھیرے میں لے رہے ہیں تو میں نے فوراً کہا

"پہاڑ کی پناہ لے لو تو اللہ تعالیٰ نے کفار کی سازش ناکام بنا دی اور مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار فرما دیا ہے۔"

چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص فتح کی خوشخبری لے کر آیا اس نے بتایا کہ ہم نے جہاد کے دوران حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آواز سنی تھی اور اس پر عمل کیا تھا تو اللہ نے فتح عطا فرما دی تھی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے چھٹی لکھی کہ:

"مصر میں لوگ ہر سال دریائے نیل میں ایک لڑکی کو بناؤ سنگھار کر کے ڈالتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس رسم کی ادائیگی کے بغیر دریائے نیل میں پانی نہیں چڑھتا۔"

امیر المؤمنین حکم فرمائیں کہ کیا کیا جائے؟ تو آپ نے اس کافرانہ رسم کو ختم کرنے کا حکم دیا اور ایک رقعہ لکھا جس میں:

"مِنْ عَبْدِ اللهِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ اِلٰی نِیْلِ مِصْرَ فَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَاِنَّا نَسْئَلُ اِجْرَاکَ مِنَ اللهِ وَفَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ عِنْدَکَ فَلَا حَاجَةَ لَنَا بِکَیہ۔"

"خط اللہ کی بندہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے اگر تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے جاری کر دے اور اگر تو خود بہتا ہے تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں۔"

چنانچہ گورنر مصر بے شمار لوگوں کے ہمراہ امیر المؤمنین عمر کا یہ رقعہ لے کر دریائے نیل پر پہنچے اور رقعہ دریا میں ڈالا تو دریا میں پہلے سے بہت زیادہ پانی آیا اور یہ کافرانہ رسم ختم ہوئی۔(۲۴)

ایک بار مدینہ شریف کے قریب ایک کنویں سے گیس نکلی تو جنگل میں آگ لگ گئی اور مدینہ منورہ کی طرف پھیلنے لگی تو حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی چادر سے آگ کو دھتکارنے لگے اور کنویں تک پہنچ گئے اور آگ بجھ گئی۔

ایک زلزلہ آیا تو پاؤں زمین پر مارا اور فرمایا:

"اے زمین تھم جا کیا میں تجھ پر عدل نہیں کر رہا۔"

تو اسی وقت زلزلہ ختم ہو گیا۔

ایک بار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے خواب میں دیکھا کہ:

ایک عورت کھجور کی ٹوکری لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کو ایک کھجور عطا فرمائی۔ صبح نماز فجر کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مسجد میں آئے تو دیکھا کہ ایک عورت کھجور کی ایک ٹوکری لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت علی کو ایک کھجور دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا:

"اے امیر المؤمنین! مجھے ایک کھجور اور دیں تو فرمایا:

"لَوْزَادَکَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَزِدْنَاکَ۔"

"اگر خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہیں زیادہ دیتے تو ہم بھی زیادہ دیتے۔ جس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں حیران رہ گیا کیونکہ میں نے اپنا خواب ابھی کسی کو بتایا ہی نہ تھا۔"

۲۴: "تاریخ الخلفاء"۔

آپ کی شہادت اور روضہ رسول میں تدفین:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے کہ:

۲۶ ذوالحجہ سنہ ۲۳ھ بروز بدھوار آپ مسجد نبوی شریف نماز فجر کی پہلی رکعت میں قراءت فرما رہے تھے کہ ایک مجوسی غلام ابولولو لعین نے آپ کو دو دھاری خنجر سے شدید زخمی کیا۔ جس کے بعد یکم محرم الحرام کو آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور روضہ رسول میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے پہلو میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک سے دو ہاتھ نیچے رکھ کر دفن کیے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

سبحان اللہ! حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تدفین میں بھی ادبِ نبوی کو ملحوظ رکھا رکھا گیا اور برابر تدفین نہ کی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو ایک ہاتھ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو دو ہاتھ نیچے دفن کیا گیا۔

آپ نے شدید زخمی حالت میں چھ اشخاص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہُ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہُ اور حضرت عبد اللہ الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے بارے میں فرمایا:

"اِن چھ اشخاص سے رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت راضی تھے اور میں خلافت کا معاملہ اِن کے سپرد کرتا ہوں چنانچہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے کثرت رائے کی بنیاد پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی خلافت کا اعلان کیا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو کسی نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو خلیفہ مقرر فرمادیں تو سخت ناراض ہوئے۔ اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے فرمایا:

"میرے قرض کا حساب کرو۔"

حساب ہوا تو قرضہ ۸۶۰۰۰ درھم تھا۔

فرمایا:

"میرا مکان بیچنا اور قرضہ ادا کرنا اگر مکان سے پورا نہ ہو تو میرے اہل وعیال قرضہ ادا کریں اور اگر نہ کرسکیں و میرے خاندان بنو عدی کے لوگ وگرنہ پھر قبیلہ قریش قرضہ ادا کرے گا۔"

سبحان اللہ! حکومت راشدہ کا کمال ہے کہ آج کے پچاس ملکوں کے برابر ریاست کا حاکم ہونے باوجود مقروض ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں۔

اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے زخمی حالت میں کہا:

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ! اب امیر المؤمنین نہ کہنا بلکہ کہنا عمر عرض کرتا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تدفین کی اجازت چاہتا ہے حضرت ام المومنین نے فرمایا:

"یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے سوچی ہوئی تھی لیکن میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں۔"

جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ واپس آئے تو فرمایا:

"مجھے اٹھاؤ۔"

پھر فرمایا:

"کیا خبر ہے؟"

عرض کی:

"اے امیر المومنین جو آپ پسند کرتے ہیں تو آپ نے کہا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! مَا کَانَ شَیْءٌ اَھَمَّ مِنْ ذَالِکَ اِلَیَّ الحمد للہ!۔"

کوئی شئی اس سے میرے نزدیک زیادہ اہم نہیں تھی پھر فرمایا:

"میری شہادت کے بعد پھر ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے پوچھنا اگر اجازت دیں تو ٹھیک وگرنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردینا۔"

پہلی قسط

فقہ حنفی کی خصوصیات

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

ا: شورائی فقہ:

فقہ حنفی کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ شورائی فقہ ہے۔ امام صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی شخصی رائے پر فقہ کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ اپنی مجلس کی اجتماعی رائے پر فقہ مرتب کی۔ مشاورت، بحث ومباحثہ مجلس میں بات پیش ہونا، اس کا تجزیہ کرنا، اس کے اتفاق یا اختلاف کے مراحل سے گزرنا یہ فقہ حنفی کا مزاج ہے اور اس کا خمیر اسی پر ہے۔ مسئلہ مجلس میں پیش ہوتا تھا اور اس پر بحث ومباحثہ ہوتا تھا جس کے بعد ایک نتیجے پر پہنچتے تھے۔ اگر نتیجے تک پہنچتے تھے تو متفقہ فیصلہ لکھا جاتا تھا اور اگر کسی نتیجے پر نہیں پہنچتے تھے تو اختلافی آراء لکھی جاتی تھیں کہ فلاں کی رائے یہ ہے اور فلاں کی رائے یہ ہے۔ چنانچہ علامہ زاہد الکوثری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رقمطراز ہیں کہ:

"امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا طریقہ یہ تھا کہ اپنے شاگردوں کے سامنے کسی مسئلہ کا کوئی احتمال ذکر کرتے پھر ہر طرح سے اس مسئلہ کی تائید کا مکمل احاطہ (یعنی توضیح) کرتے اور شاگردوں سے پوچھتے کہ اس پر کسی کو کوئی اشکال ہو تو وہ پیش کرے اگر کوئی اشکال پیش نہ کرتا تو سب اسے قبول کر لیتے۔ اگر کوئی نقض وارد ہوتا تو اس پر بحث کرتے اور متفقہ مسئلہ لکھ لیتے تھے اگر کسی کی تشفی نہ ہوتی تو اس کا اختلافی نوٹ بھی درج کر لیا جاتا۔" (۱)

علامہ ابن عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے امام شعرانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے نقل کیا ہے کہ:

"یہ مجلس علمی ایک ایک مسئلے پر کئی کئی دن تک بحث ومباحثہ کرتی بعض مرتبہ نوبت مہینے سے زیادہ تک پہنچ جاتی۔ پہلے امام صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ دوسروں کی آراء اور دلائل سنتے اور لکھنے کا حکم دیتے پھر اپنا اظہار خیال فرماتے اور اپنے اظہار پر قرآن وسنت اور اقوالِ صحابہ سے دلائل دیتے۔ اس کے بعد کہیں جا کر اگر اس مسئلے پر مجلس کا اتفاق رائے ہو جاتا تو امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھ لیتے۔" (۲)

۲۲ برس کے بعد اس مجلس علمی نے ایک مجموعہ تیار کیا، جو ۸۳ ہزار دفعات پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ۳۸ ہزار دفعات عبادات اور ۴۵ ہزار معاملات سے متعلق تھے۔ اس مجموعے کو ترتیب دینے کے بعد اس کے آخر میں احکام الفرائض (میراث) کا اضافہ کر دیا گیا۔ (۳)

امام صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہ مدون شدہ قانون فقہ اس وقت کے علماء اور تمام اہالیان حکومت کے کام آیا۔ یہ قانون فقہ عدالتوں میں بھی داخل کر دیا گیا اور اسی کے مطابق فیصلے ہونے لگے۔ (۴)

۲: نصوص سے غایت اعتناء:

فقہ حنفی کی سب سے بڑی خصوصیت اس فقہ میں نصوص شرعیہ سے غایت اعتناء ہے، اس فقہ میں خبر واحد کو قیاس پر مقدم رکھا گیا ہے،

۱: پشاور اسلامیکس، فقہ حنفی کی مقبولیت کے اسباب اور خصوصیات، جولائی۔دسمبر، ۲۰۱۱ء، ص: ۵۹۔

۲: حماد اللہ وحید، تاریخ الفقہ والفقہاء، زمزم پبلشرز، ص: ۷۰۔

۳: پشاور اسلامیکس، فقہ حنفی کی مقبولیت کے اسباب اور خصوصیات، جولائی۔دسمبر، ۲۰۱۱ء، ص: ۶۰

۴: حماد اللہ وحید، تاریخ الفقہ والفقہاء، زمزم پبلشرز، ص: ۷۲۔

حدیث مرسل یعنی وہ حدیث جس کو تابعی نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہو اور درمیانی واسطہ یعنی صحابی کا ذکر نہ کیا ہو۔(۵)

امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بعض خاص شرطوں اور تفصیلات کے ساتھ قبول کیا ہے، عبادات کے باب میں احناف نے بعض مواقع پر ضعیف روایات کو بھی قبول کرلیا ہے، نماز میں قہقہہ کا ناقض وضو ہونا، دس درہم سے کم کے سرقہ میں بھی قطع ید کا حکم، اقامتِ جمعہ کیلئے مصر کی شرط، سفر میں نبیذِ تمر کے ساتھ وضو کرنے کا حکم اس کی واضح مثالیں ہیں۔(۶)

آثارِ صحابہ کو بھی فقہ حنفی میں حجت مانا گیا ہے، اس سلسلہ میں فقہائے احناف کا نقطہ نظر ہے کہ جن مسائل میں قیاس واجتہاد کی گنجائش نہیں ہے ان میں صحابہ کی رائے حدیث رسول کے درجہ میں ہوگی کیونکہ ضروری ہے کہ ان حضرات نے یہ رائے آپ ﷺ سے سن کر یا آپ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھ کر ہی قائم کی ہوگی۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ نے حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن، حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔(۷) اور حضرت عثمان بن ابی العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ(۸) ہی کی آراء پر مقرر کی ہے۔

۳: مصادرِ شرعیہ کے مدارج کی رعایت:

مختلف دلائل کے درجات ومراتب کی رعایت اور ان میں غایت درجہ توازن واعتدال، فقہ حنفی کا نمایاں وصف ہے؛ یہی وجہ ہے کہ کتاب اللہ کی اولیت اور اسکی بالاتری کا اس میں ہر جگہ لحاظ کیا گیا ہے۔ مثلاً:

۱: حدیث سورۃ فاتحہ کو نماز کے لیے ضروری قرار دیتی ہے۔

"حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ"۔(۹)

اور قرآن کہتا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو سکوت اور گوش برآواز رہنا ضروری ہے۔

"وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔"(۱۰)

حنفیہ نے ان دونوں کو اپنی اپنی جگہ پر رکھا ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کو واجب قرار دیا۔(۱۱)

لیکن اقتداء کررہا ہو تو کہا کہ امام کی قرات اصل اپنی طرف سے ہوتی ہے اور نیابۃً اپنے مقتدیوں کی طرف سے ہے۔(۱۲)

۲: حدیث سے نیت کی تاکید ثابت ہے۔

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔"(۱۳)

لیکن قرآن نے جہاں تفصیل کے ساتھ ارکان وضوء کا ذکر کیا ہے۔(۱۴)

نیت کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے احناف نے حدیث وقرآن دونوں پر عمل کیا، وضوء کے انہی افعال کو رکن قرار دیا جن کا ذکر

۵:سعیدی، غلام رسول، تذکرۃ المحدثین، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص:۳۴۔

۶:ابن قیم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين الجوزية (المتوفى: ۷۵۱ھ)، إعلام الموقعين عن رب العالمين، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۱۱ھ، ج:۱، ص:۲۱۔

۷:ابن أبي شيبة أبو بكر، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (المتوفى: ۲۳۵ھ)، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروف مصنف ابن ابی شیبہ، ح:۱۹۶۴۲۔

۸:ایضاً، ح:۱۹۶۴۳۔

۹:الترمذي، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، أبو عيسى (المتوفى: ۲۷۹ھ)، سنن الترمذي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ۱۳۹۵ھ - ۱۹۷۵م، ج:۲، ص:۲۵، ح:۲۴۷۔

۱۰:الاعراف: ۲۰۴۔

۱۱:العینی، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين (المتوفى: ۸۵۵ھ)، البناية شرح الهداية، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان ۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰م، ج:۲، ص:۲۴۵۔

۱۲:الكاساني، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي (المتوفى: ۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج:۱، ص:۴۵۷۔

۱۳:البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم، المعروف صحيح البخاري، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ، ج:۱، ص:۶، ح:۱

۱۴:المائدہ:۶۔

قرآن میں موجود ہے اور حدیث سے جونیت کی تاکید ثابت ہے اسے مسنون کہا تا کہ دونوں پر عمل ہو جائے ۔(۱۵)

۳: احادیث سے آمین کا ثبوت ہے ۔روایات آمین بالجھر کی بھی ہیں ۔مثلاً:

"عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ:" كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ" :آمِينَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ ۔"(١٦)

اور سری کی بھی ہیں ۔مثلاً:

"عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ: (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ)(١٧)قَالَ:"آمِينَ"يَخْفِضُ بِهَا صَوْتَهُ ۔"(١٨)

لیکن خود قرآن مجید نے دعا کا جو ادب بتایا وہ یہ کہ کیفیت میں خشوع اور تضرع ہو اور آواز پست ہو۔

"اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۔"(١٩)

حنفیہ نے دونوں کی رعایت کی ہے، ہدایت قرآنی کے مطابق آمین (چونکہ دعا ہے) آہستہ کہی جائے ۔(۲۰)

اور جہر کی حدیث کو ابتدائے اسلام یا تعلیم وتربیت کے نقطۂ نظر سے آپ ﷺ کا وقتی عمل سمجھا جائے تا کہ کسی کو انکار کرنے کی نوبت نہ آئے۔

۴: نقد حدیث میں اصول درایت سے استفادہ:

امام ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حدیث کو پرکھنے کے لیے درایت سے فائدہ اٹھانے کی طرح ڈالی اور اسکے لئے دو صورتیں اختیار کیں:

اوّل تو خود حدیث کے متن اور اس کے مضمون پر نظر ڈالی کہ آیا یہ دین کے مجموعی مزاج سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسی اخبار آحاد کی کوئی مناسب تاویل کی اور اس پر رائے کی بنیاد نہیں رکھی۔

دوسرے راوی پر بھی غور کیا کہ خود راوی میں حدیث کے مضمون کو پوری طرح سمجھنے اور منشاء نبوی تک پہنچنے کی صلاحیت ہے یا نہیں کہ کبھی راوی معتبر ہوتا ہے، مگر غلط فہمی سے بات کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے، یا کبھی دو روایتیں متعارض نظر آتی ہیں اور تاویل وتوجیہ کے ذریعہ ان میں تطبیق کی گنجائش بھی نہیں رہی تو جس مضمون کی روایت زیادہ فقیہ راویوں سے مروی ہو اس کو ترجیح دی جائیگی ،اس سلسلہ میں امام ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا وہ واقعہ بہت ہی مشہور ہے جو امام اوزاعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ملاقات کے وقت پیش آیا تھا، امام اوزاعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے دریافت کیا کہ:

"آپ حضرات رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟"

امام صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ:

"صحیح طور پر اس کا ثبوت نہیں ہے۔"

اوزاعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواب دیا کہ:

"مجھ سے زہری نے اور زہری نے سالم سے اور سالم نے عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے حضور ﷺ کا رفع یدین کرنا نقل کیا ہے۔"

امام ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ:

"مجھ سے حماد نے، ان سے ابراہیم نے ابراہیم سے علقمہ واسود نے اور ان دونوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے نقل

۱۵:ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز الدمشقي الحنفي (المتوفى:۱۲۵۲ھ)، ردالمحتار على الدر المختار، دار الفكر، بيروت، ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲م، ج:۱، ص:۱۰۵۔

۱۶:البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر (المتوفى:۴۵۸ھ)، السنن الكبرى، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنات، ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م، ج:۲، ص:۸۳۔

۱۷:الفاتحه :۷۔

۱۸:الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى:۴۰۵ھ)، المستدرك على الصحيحين، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۱۱ھ، ۱۹۹۰ء، ج:۲، ص:۲۵۳، ح:۲۹۱۳۔

۱۹:الاعراف:۵۵۔

۲۰:الزيلعي، عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الحنفي (المتوفى:۷۴۳ھ)، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ، المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، القاهرة، ۱۳۱۳ھ، ج:۱، ص:۱۰۷، الكاساني، علاؤالدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي (المتوفى:۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع، فصل فی سنن حكم التكبير ايام التشريق، ج:۲، ص:۲۰۲۔

کہا ہے کہ آپ ﷺ صرف آغاز نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔"

امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے پیش نظر یہ بات تھی کہ ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تین ہی واسطے ہیں اور وہ بھی ایسے کہ اپنے اعتبار وثقاہت کے لحاظ سے حدیث اور روایت کی دنیا کے آفتاب وماہتاب ہیں، لیکن امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے نقطۂ نظر کی ترجمانی اس طرح کی کہ حماد زہری سے اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں اور حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شرف صحبت ملحوظ نہ ہوتا تو میں کہتا کہ:

"علقمہ ان سے زیادہ فقیہ ہیں اور عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تو عبد اللہ بن مسعود ہی ہیں۔"

یہ سن کر امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ خاموش ہو گئے۔(۲۱)

احناف کی اس اصل سے دوسرے فقہاء ومحدثین نے بھی فائدہ اُٹھایا ہے، غور کیجئے عبد اللہ بن عباس سے بسند صحیح مروی ہے کہ:

"حضور اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو چھ سال کے بعد حضرت ابو العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجیت میں نکاح جدید کے بغیر سابقہ نکاح ہی کی بناء پر دے دیا تھا"(۲۲)

حالانکہ درمیان میں چھ سال کا وقفہ ہوا، جس میں ابو العاص مشرک تھے، گویا آپ ﷺ نے شرک کے باوجود رشتۂ نکاح کو باقی رکھا، اس کے برخلاف حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ دونوں کا نکاح فرمایا۔(۲۳)

اس دوسری روایت کے متعلق امام ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا بیان ہے کہ:

"سند کے اعتبار سے اس کی صحت مشکوک ہے مگر ساتھ ہی امام ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے یہ صراحت کی ہے کہ ائمہ اربعہ اور دوسرے فقہاء کا اسی پر عمل ہے۔"

امام ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ یزید بن ہارون کے واسطے سے لکھتے ہیں:

"حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِیْثِ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ." (۲۴)

یہاں دوسرے فقہاء ومحدثین نے بھی امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ہی کے مزاج کے مطابق روایت کے رد وقبول میں درایت ہی سے کام لیا ہے، تاہم اس بات کی وضاحت مناسب ہوگی کہ امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہ اصول کوئی خود ساختہ نہیں تھا، خود صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے دور میں ہمیں اس کی مثال ملتی ہے، حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مطلقہ بائنہ کی عدت کے نفقہ کے متعلق حضرت فاطمہ بنت قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی روایت کو یہی کہہ کر رد کر دیا تھا کہ:

"ایک ایسی عورت کی بات پر اعتماد کر کے ہم کس طرح کتاب وسنت کو نظر انداز کر دیں جس کے بارے میں معلوم نہیں کہ اس نے صحیح کہا یا غلط اور یاد رکھا یا پھر بھول گئی۔"(۲۵)

اسی طرح ہم حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھتے ہیں کہ بعض فقہاء صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی تنہا روایت قبول کر لیتے ہیں اور بعض صحابہ کی روایت کسی تائیدی راوی کے بغیر قبول نہیں کرتے۔(۲۶)

یہی طریقہ تو امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے طریقۂ استنباط میں اختیار کیا ہے۔

۵: حقوق اللہ میں احتیاط:

فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت حقوق اللہ اور حلال وحرام میں

۲۱:أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطي بن ماه (المتوفى:۱۵۰ھ)، مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي، كتاب الصلوٰة، الآداب، مصر

۲۲:الترمذي، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، أبو عيسى (المتوفى:۲۷۹ھ)، سنن الترمذي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ۱۳۹۵ھ-۱۹۷۵م، ج۳، ص:۴۴۰، ح:۱۱۴۳۔

۲۳:ایضاً، ج۳، ص۴۳۹، ح:۱۱۴۲۔

۲۴:سنن ترمذی، ج:۳، ص:۴۴۱، ح:۱۱۴۴۔

۲۵:ایضاً، ج:۳، ص:۴۷۶، ح:۱۱۸۰۔

۲۶:القشيري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن النيسابوري (المتوفى :۲۶۱ھ)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، حدیث نمبر :۴۰۰۶)

احتیاط کی راہ اختیار کرنا ہے، امام کرخی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے لکھا ہے:

"اِنَّ الْاِحْتِیَاطَ فِیْ حُقُوْقِ اللہِ جَائِزٌ وَفِیْ حُقُوْقِ الْعِبَادِ لَایَجُوْزُ... اِذَادَارَتِ الصَّلٰوۃُ بَیْنَ الْجَوَازِ وَالْفَسَادِ فَالْاِحْتِیَاطُ اَنْ یُعِیْدَ الْاَدَاءَ"۔ (۲۷)

"حقوق اللہ میں احتیاط جائز ہے، حقوق العباد میں جائز نہیں، چنانچہ جب نماز میں جواز وفساد کے دو پہلو پیدا ہو جائیں تو احتیاط نماز کے اعادہ میں ہے۔"

چنانچہ غور کیا جائے تو عبادات میں امام صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے یہاں احتیاط کے پہلو کو خاص طور پر پیشِ نظر رکھا گیا ہے، نماز میں گفتگو کو مطلقاً مفسد قرار دیا گیا ہے، چاہے بھول کر یا اصلاح نماز کی غرض سے کیوں نہ گفتگو کی گئی ہو۔(۲۸)

مصحف کو دیکھ کر نماز پڑھنے کو مفسد مانا گیا ہے۔(۲۹)

نماز کی حالت میں قہقہہ کو ناقض وضو قرار دیا گیا۔(۳۰)

روزہ خواہ کسی طور پر توڑا جائے، خورد ونوش کے ذریعہ یا جماع کے ذریعہ، اس کو موجب کفارہ کہا گیا ہے۔(۳۱)

دسویں ذی الحجہ کو افعال حج میں ترتیب ضروری قرار دی گئی ہے۔(۳۲)

۶: یسر وسہولت کا لحاظ:

فقہ حنفی میں انسانی ضروریات اور مجبوریوں کا خیال اور شریعت کے اصل مزاج یسر اور رفع حرج کی رعایت قدم قدم پر نظر آتی ہے، فقہ حنفی میں نرمی اور یسر کا پہلو غالب ہے۔ ذیل میں آسانی کے اعتبار سے فقہ حنفی اور دیگر فقہاء کرام کے چند فقہی مسائل کا موازنہ پیش کیا جاتا ہے:

ا: سرقہ کی سزا:

سرقہ کی حد قرآن میں قطع ید مقرر کی گئی ہے۔ مجتہدین کے ہاں سرقہ کی تعریف میں چند قیود ات اور شرائط کا اعتبار کیا جاتا ہے، جس کے بغیر قطع ید کی سزا نہیں ہو سکتی۔ ان شرائط کے لحاظ سے احکام پر یقیناً اثر پڑتا ہے۔ اس ضمن میں فقہ حنفی کے یسر اور سہولت کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔ ذیل میں کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

(الف) امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ہاں کفن چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اس کی دلیل مصنف ابن ابی شیبہ میں ابن عباس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی روایت ہے کہ:

"لَیْسَ عَلَی النَّبَّاشِ قَطْعٌ۔"(۳۳)

یعنی کفن چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا، جبکہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا۔

(ب) احناف کے ہاں اگر کوئی کسی ذی رحم سے چوری کرے تو اس پر قطع ید نہیں جبکہ امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وغیرہ کے ہاں قطع ید ہے۔(۳۴)

(ج) احناف کے ہاں قرآن مجید کی چوری پر قطع ید نہیں جبکہ امام شافعی اور امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ہاں اس پر بھی قطع ید ہے۔(۳۵)

---جاری ہے---

۲۷:اصول الکرخی، ص:۱۴۳۔

۲۸:لجنۃ علماء برئاسۃ نظام الدین البلخي، الفتاوی الھندیۃ، دار الکتاب، ج:۱، ص:۹۸۔

۲۹:ایضاً ج:۱، ص:۱۰۱۔

۳۰:ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقي الحنفي (المتوفی:۱۲۵۲ھ)، رد المحتار علی الدر المختار، ج:۱، ص:۷۷۲۔

۳۱:عالمگیری، ج:۱، ص:۲۰۵۔

۳۲:ابن نجیم، زین الدین بن إبراھیم بن محمد، المعروف المصري (المتوفی:۹۷۰ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، ج:۷، ص:۲۲۴۔

۳۳:ابن أبي شیبۃ، أبو بکر، عبد اللہ بن محمد بن إبراھیم بن عثمان بن خواستي العبسي (المتوفی:۲۳۵ھ)، مصنف ابن أبي شیبۃ، مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۰۹ھ، ج:۵، ص:۵۲۴، ح:۲۸۶۲۳۔

۳۴:المرغینانی، برہان الدین، الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ج:۲، ص:۵۲۹۔

۳۵:ایضاً، ص:۳۵۵۔

مجاہد اعظم حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ العزیز

مولانا محمد معین الدین سیالوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رب العالمین نے جب رحمت اللعالمین ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا تو مخلوق خدا کو رب سے ملانے اور باطل قوتوں کے خلاف ڈٹ جانے کا عظیم کام وارثین انبیاء کے سپرد ہوا۔ جنہوں نے انبیاء کرام کے علمی و روحانی فیضان کو دنیا کے کونے کونے تک پھیلانے کیلئے اپنے تن من، دھن کی بازی لگا دی مگر جس محنت اور لگن سے برصغیر پاک و ہند کے بزرگان دین نے اسلامی اقدار کی نگہداری اور عظمت مصطفی ﷺ کی پاسداری کی اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ تاریخ برصغیر کے اوراق کو پلٹا جائے تو انبیاء کرام کے علمی و روحانی فیضان کو تقسیم کرنے میں نمایاں کردار اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کا ہے۔ ان عظیم المرتبت ہستیوں میں سے ایک ہستی انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں سیال شریف کے علاقہ میں سورج کی طرح روشن ہوئی جس کی علمی و روحانی تابانیوں سے نہ صرف برصغیر کے لوگوں کے سینے منور ہوئے بلکہ دیگر ممالک کے کئی متلاشیان کو بھی کسب فیض کا موقع ملا، اس عظیم ہستی کا نام نامی اسم گرامی شمس العارفین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیز تھا جنہیں آپ کے پیرو مرشد خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی نور اللہ مرقدہ نے خلافت عطا کرتے وقت سرفہرست باطل قوتوں کے خلاف ڈٹ جانے کا درس دیا۔ آپ کے جانشین اشرف الاولیاء حضرت خواجہ محمد دین سیالوی قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیز نے آپ کے درس کو آگے بڑھایا اور کبھی انگریز کے سامنے نہیں جھکے پھر آپ کے جانشین مجاہد اعظم ضیاء الملت حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیز نے اپنی علمی و روحانی صلاحیتوں اور ایمانی آب و تاب کی بدولت نہ صرف اپنے اسلاف کے معیار کو جاودانی عظمت عطا کی بلکہ ان کے روحانی پروگرام کو آگے بڑھاتے ہوئے ظلم و جبریت کے دور میں انگریز کے خلاف سب سے پہلے فتوی دے کر اپنے مریدین کو انگریز حکومت سے علیحدہ رہنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔

ولادت باسعادت:

مجاہد اعظم ضیاء الملت حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس نور اللہ مرقدہ یوم بدر یعنی ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ بمطابق 9 جون ۱۸۸۷ء کو جمعۃ المبارک کے دن پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے جذبہ جہاد آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے حفظ قرآن کریم حضرت حافظ کریم بخش سے کیا اور ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل حضرت مولانا غلام محمد للہی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے دربا عالیہ سیال شریف پر کی۔ ایک ثقہ روایت کے مطابق حضرت قاضی عبدالباقی کرسالوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے بھی علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ آپ تیس سال تک سیال شریف میں تراویح بھی سناتے رہے۔

بیعت و خلافت:

آپ نے کم سنی میں ہی حضرت خواجہ اللہ بخش کریم تونسوی

رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے بیعت کی اور اپنے والد ماجد اشرف الاولیاء حضرت خواجہ محمد دین سیالوی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز سے سلوک ومعرفت کی منازل طے کر کے خلافت واجازت حاصل کی۔ آپ کو قطب زماں حضرت خواجہ محمد موسیٰ تونسوی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز نے بھی خلافت واجازت عطافرمائی۔

بے مثال حسن وجمال:

مصنف فوز المقال فی خلفائے پیر سیال حاجی مرید احمد چشتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

''آپ اوصاف حسنہ اور عادات کے لحاظ سے اپنے دادا کی تصویر تھے۔ وہی جلال قلندرانہ، جمال معرفت، روحانی ادائیں اور ایمانی جگمگاہٹیں۔ آپ کی زندگی کا قریب سے مشاہدہ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ آپ صورت وسیرت کے لحاظ سے عظمت ایمان کا کامل نمونہ تھے۔ آپ کے قد وقامت، حسن وجمال اور بے مثال صورت وسیرت کے بارے میں ایک انگریز نے لکھا کہ ''پنجاب میں میں نے دو خوبصورت نوجوان دیکھے ہیں، بن داڑھی والوں میں ملک حضر حیات ٹوانہ اور داڑھی والوں میں حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی (قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز) سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف''۔

ذوق علمی:

آپ مطالعہ کے بے حد شوقین تھے اور اس میں قدر مستغرق رہتے کہ شام کا کھانا دو تین بجے سحری کو تناول فرماتے یہاں تک کہ سفر وحضر میں بھی آپ کا یہ معمول بن گیا۔ ہر علم وفن کی اس قدر کتب خریدیں کہ ایک وسیع لائبریری تیار ہوگئی۔ مختلف ادیان کا مطالعہ آپ کا خصوصی موضوع تھا۔ آپ کے دور میں انگریز کی پورے برصغیر پر حکومت تھی اور اس نے یونیورسٹیوں، کالجوں، اور اسکولوں کا جال بچھا کر نصرانی تہذیب کو پوری قوت سے پھلایا اسی وجہ سے آپ نے بائیبل کا گہرا مطالعہ فرما کر عیسائیت کا خوب رد فرمایا اور ایک علمی معرکۃ الآراء رسالہ ''میعار المسیح المعروف ضیاء الشمس'' بھی تحریر فرمایا۔ آستانہ عالیہ سیال شریف پر قائم دار العلوم ضیاء شمس الاسلام کو ترقی کی ان منازل تک پہنچایا کہ اسے ہم عصر مدارس میں ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہوئی اور علم دوستی کی سب سے بڑی مثال اپنے لخت جگر حضور شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو تحصیل علم کیلئے اجمیر شریف بھیجنا بھی ہے۔

روحانی مقام:

آپ مجسم محبت اور عشق کے دریا تھے کیونکہ حضرات چشت اہل بہشت کا اصل خزانہ اور متاع محبت ہی تو ہے۔ صاحب انوار قمر یہ لکھتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ آپ چاول تناول فرمارہے تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ:

''میکوں من عشق ڈا ڈیو''

آپ نے حاضرین سے دریافت فرمایا کہ:

''یہ کیا کہتا ہے؟''

ایک درویش نے عرض کی کہ:

''من عشق کا مانگتا ہے''

آپ نے فرمایا:

''ایک من تو دور کی بات، یہ ایک چاول تو برداشت کر کے دکھائے''

چنانچہ آپ نے ایک چاول کا دانہ اٹھایا اور اس کے منہ میں ڈال دیا تو کھاتے ہی وہ دوڑ کر حوض میں جا گرا اور پانی میں پڑا جلن جلن کرتا رہا اور پھر وہاں سے اٹھ کر کھجور کے درخت کے پاس آ کر عشق حقیقی میں جاں دے دی مگر کمال تو اس کا تھا جو رکابی (پلیٹ) چاولوں کی کھا گیا اور حوصلے میں رہا، آفرین ہے اس کے حوصلہ کو۔

اتباع شریعت وسنت:

آپ شریعت کی سختی سے پابندی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ تونسہ شریف میں عرس شریف کے موقع پر قوالوں نے ایسا کلام پڑھا جو شریعت کے موزوں نہ تھا جس پر آپ نے انہیں فوراً روک دیا۔ آستان پاک کی منظم پولیس کا غیر شرعی لباس دیکھ کر کپتان کو بلا کر فرمایا کہ آستان

مقدس کا احترام نہیں کر سکتے تو نکل جائیے میں خود انتظام کرلوں گا۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل اپنے لخت جگر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو بلا کر تاکید فرمائی کہ کوئی نماز جماعت سے نہیں رہنی چاہیے۔آج میں عالم آخرت کا سفر کرنے والا ہوں مگر مجھے ان دو نمازوں کا شدید افسوس ہے جو جماعت سے رہ گئی تھیں۔

مقبولیت:

آپ ہر دلعزیز اور محبوب بزرگ تھے۔ہمہ وقت عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا تھا۔آپ جب سیال شریف سے باہر تشریف لے جاتے تو اس قدر مخلوق خدا جمع ہوتی کہ میلے کا سا سماں بندھ جاتا۔آپ کی خانقاہ میں ہندوستاں، افغانستان، روس، برما اور خراساں سے لوگ آتے الغرض آپ کی درگاہ دکھی انسانیت کیلئے ملجا و ماوٰی تھی لوگ حاضری دیتے وقت سکون و طمانیت محسوس کرتے۔

عظیم مجاہد:

باطل قوتوں کے خلاف جو وراثت آپ کو شمس العارفین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ملی اسے درجہ کمال تک پہنچایا۔آپ کے جو مریدین برطانوی حکومت کے ملازم تھے ان کے نذرانے قبول فرمانے سے انکار کر دیا۔آپ بہت بڑے زمیندار تھے مگر ساری عمر انگریز کو مالیہ نہیں دیا۔میرے والد محترم حضرت علامہ و مولانا غلام علی سیالوی صاحب مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی فرماتے ہیں کہ:

"ایک مرتبہ انگریز حکومت نے آپ کو گرفتار کرنے کیلئے آستانہ عالیہ سیال شریف میں فوج بھیجی آپ اس وقت ساہیوال میں ایک جلسے کیلئے تشریف لے گئے تھے۔آپ کے لخت جگر شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جلدی سے آپکے پاس گئے اور اطلاع دی کہ حضور آپ آستان پر تشریف نہ لائیں وہاں آپ کو گرفتار کر لیا جائے گا۔آپ نے یہ سنتے ہی مسکرا کر فرمایا کہ:

"شیروں کے گھر میں بھیڑیں کب سے پیدا ہو گئیں؟"

اور جلسہ چھوڑ کر فوراً سیال شریف تشریف لائے۔آپ کی تشریف آوری پر فوج وہاں سے فرار ہو گئی۔حضور شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ:

"مجھے ساری عمر اپنی اس بات پر شرمندگی رہی۔"

باطل قوتوں کے خلاف جہاد کی جھلک آپ کی اولاد میں بھی نظر آتی ہے آپ کے ایک اور لخت جگر حضرت خواجہ محمد فخر الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو کہ ایک عظیم شاعر بھی تھے انہوں نے بھارت کے خلاف ایک خوبصورت شعر لکھا:

عدو کی آئی جو شامت ہم کو آ چھیڑا
نگاہ میں ہیں ہماری بھی دلی و اجمیر
ہم ایک جسم کی مانند ہیں مسلماں فخر
فقط ہے نعرہ تکبیر کی ذرا سی دیر

وصالِ پر ملال:

مجاہد اعظم ضیاء الملت حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا وصال پر ملال ۱۲ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ کو ہوا۔آپ کی قبر انور شمس العارفین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی نور اللہ مرقدہ کے پہلو میں ہے۔آپ کا عرس مبارک ۱۲ اور ۱۳ محرم الحرام کو آپکی امانتوں کے امین حضور امیر شریعت حضرت خواجہ محمد حمید الدین سیالوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی زیر صدارت آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا میں انتہائی شان شوکت سے منایا جاتا ہے۔

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ

Monthly
Ahl-e-Sunnat
Gujrat - Pakistan
Regd. No. CPL 73
International
www.qadriaashrafia.org
Mob:0333.8403147/0313.9292373

1

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الکَرِیم

محبی ومحب غوث الاعظم!.......... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ آپکے مزاج بخیر ہونگے۔

"الجامعۃ الاشرفیۃ" (علی مسجد کیمپس)

- بفضلہ تعالیٰ خانقاہ قادریہ عالمیہ کے زیرِ اہتمام "الجامعۃ الاشرفیۃ" کا قیام رجب ۱۴۲۵ھ/ ستمبر ۲۰۰۴ء میں ہوا۔
- اِس وقت جامعہ میں طلبہ کیلئے شعبۂ درسِ نظامی قدیم و جدید مع دورۂ حدیث (مساوی ایم اے عربی وایم اے اِسلامیات) اورمرکزی دارُالافتاء سمیت 15/16 شعبے سرگرم عمل ہیں۔
- مختلف شعبوں سے فارغُ التحصیل طلبہ وطالبات کی مجموعی تعداد 2000 سے زیادہ ہے۔
- اَساتذہ وملازِمین کی تعداد 24 ہے۔
- جامعہ کا ریگولر ماہانہ خرچہ قریباً پانچ لاکھ (500,000) روپے ہے۔تعمیرات کا خرچہ اسکے علاوہ ہے۔
- ایک ہال اور پچیس کمروں پر مشتمل دومنزلہ بلڈنگ طلبہ و جامعہ کی دینی وعلمی سرگرمیوں کیلئے سخت تنگ ہو چکی ہے۔

"الجامعۃ الاشرفیۃ" (نیک نگر کیمپس)

- "الجامعۃ الاشرفیۃ" نیوکیمپس نیک نگر شریف (برلبِ نہر ساروکی، نیک نگر روڈ، لنک سرگودھا روڈ، گجرات، پاکستان) جہاں ایک مثالی اوروسیع ترین اور پرشکوہ مسجد،ایک ہزار طلباء اورایک ہزار طالبات کیلئے الگ الگ خوبصورت کلاس رومز اور ہاسٹل، قرآن محل، ہسپتال، اسلامیہ سکول، عظیم ترلائبریری، بلڈنگ برائے ادارۂ تحقیق وترجمہ وتصنیف کی 47 کنال زمین پرتعمیر شروع ہو چکی ہے۔جس کا آغاز مسجد سے کیا گیا ہے۔

"عیدگاہ وجامع مسجد کنزالایمان" (بیادِ کاقطب الاولیاء)

- صرف مسجد کیلئے ایک ایکڑ جگہ مختص کی گئی ہے،جس میں ساڑھے چارکنال پرمسجد تعمیر کی جارہی ہے۔مسجد کے 16 گنبد اور چار مینار ہونگے۔ ہرمینار فرش لیول سے 125 فٹ اونچا ہوگا،جبکہ چاروں میناروں میں سیڑھیاں بھی ہونگی۔مسجد کے تین مرکزی داخلے (Entrances) ہیں۔مسجد میں 3500 نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔مسجد کی

2

عمارت مضبوطی، وسعت، اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔الحمدللہ مسجد کی بنیاد کا کام مکمل ہو چکا ہے۔اس پر دو کروڑ تیس لاکھ (23,000,000) روپے خرچ ہو چکے ہیں۔اب اس وسیع وعریض مسجد کی دیواروں کا کام شروع ہے۔ایک مصلّٰی (4x2فٹ) جگہ کی تعمیر پر پچاس ہزار تین سو روپے (50300) روپے خرچ ہونگے۔مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں جامعہ پندرہ لاکھ روپے (1,500,000) روپے کا مقروض ہو چکا ہے۔

اس پُرشکوہ مسجد کی تعمیر وتکمیل کیلئے 13 کروڑ (130,000,000) روپے فوری درکار ہیں

- اس مسجد کی تعمیر میں اپنی پاکیزہ کمائی میں سے بیش بہا عطیات دے کرصدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جنت میں اپنا گھر بنوائیے! "جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اُسکے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔" (حدیث نبوی) **اصحاب توفیق اپنے والدین کے ایصالِ ثواب کیلئے کم ازکم 2 مصلّے ضرور خریدیں!**

- از راہِ کرم زکوٰۃ، چرمِ قربانی، فطرانہ، خیرات وصدقات اور فراخدلانہ عطیات کے ذریعے جامعہ کی پرزور اِمداد وسرپرستی فرما کر امت مسلمہ کو دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے مشن میں اپنا بھرپور حصہ ڈالئے! آپ کا رب جل جلالہ فرماتا ہے: "اور اگر وہ دین کے کام میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد کرنا فرض ہے۔" (القرآن)

الملتمس: (دستخط)

(خواجہ پیر) مفتی محمد اشرف القادری
مرکزی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات
بانی ومہتمم اعلیٰ "الجامعۃ الاشرفیۃ" گجرات

بنک اکاؤنٹ

مسجد کیلئے خاص عطیات اس نمبر میں جمع کرائیے!
0504502421000711
مسلم کمرشل بنک لمیٹڈ سرکلر روڈ برانچ، گجرات، پاکستان

زکوٰۃ وفطرانہ اس نمبر میں جمع کرائیے!
11700008391003
حبیب بنک لمیٹڈ نارووالی برانچ، سرگودھا روڈ، گجرات، پاکستان

دیگر عطیات، چندہ، اور خیرات اس نمبر میں جمع کرائیے!
0504502421001561
مسلم کمرشل بنک لمیٹڈ سرکلر روڈ برانچ، گجرات، پاکستان